رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہ در قادیان بینی دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے عـــہ (۳) ہندوستان سے باہر کے (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲

فہرست مضامین
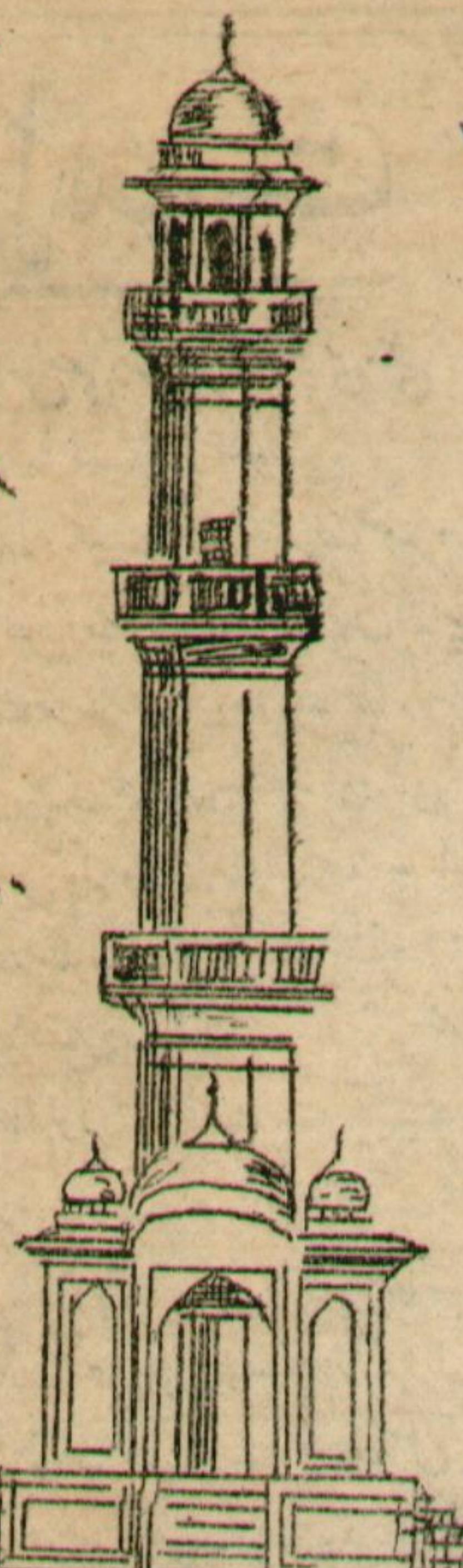
نمبر ۳۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۵ء مطابق ۱۷ شعبان ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

مرحوم مخدوم الملتہ (رضی اللہ عنہ)

ہر کہ آمد بجہان اہل فنا خواہد بود
وانکہ پائندہ و باقی ست خدا خواہد بود

آخر ۱۱ اکتوبر ۱۹۰۵ء چہار شنبہ کے دن ظہر اور عصر کے مابین ۲½ بجے کے قریب وہ واقعہ پیش آیا جسکا ایک عرصہ سے خوف لگ رہا تھا یعنے حضرت مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ نے عالم جاودانی کو رحلت کی

انا للہ وانا الیہ راجعون

ان العین تدمع والقلب یحزن ولا نقول الا ما یرضی ربنا وانا بفراقک یا عبدالکریم لمحزونون + مخدوم الملتہ کی وفات جو ایک قسم کی شہادت ہے ایک مفصل آرٹکل لکھوانا چاہتی ہے مگر میں اسوقت اس قابل نہیں کہ دل دردمند ڈھارس دیکر اسپر کچھ لکھہ سکوں۔ ہاں اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ اسی مہینے میں انشاءاللہ العزیز میں اپنے محسن و مخدوم (رضی اللہ عنہ) کے کوچ کے حالات اپنے ناظرین کو سناؤں گا + اسوقت میں یہ نوٹ بطور ایک عام خبر کے درج کرتا ہوں اور ناظرین کو یادگار کریم کے عنوان سے لکھے ہوئے نوٹ کی طرف توجہ دلاتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ احمدی بھائی مرحوم و مغفور کا جنازہ غایب پڑھیں + مرحوم کا ڈھیر میرے گھر کے سامنے ہے جب میری نظر پڑتی ہے دل کی عجب حالت ہوتی ہے ان چند سطروں کی تحریر میں بھی مرحوم کی یاد اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہتی۔

مرحوم کی ایک پرانی نظم جو ۱۵ ستمبر ۱۸۸۲ء کی اپنے قلم کی لکھی ہوئی ہے اسکے چند شعر بے اختیار زبان پر آگئے ہیں جواب اسکی لوح مزار زبان حال سے سنا رہی ہے۔ آپ بھی سن لیں اور سمجھہ لیں کہ جس کے گھر کے سامنے اسکا مخدوم اور محترم قبر میں پڑا ہوا ہے اسکے دل پر ان اشعار کے بے اختیار نکلنے سے کیا اثر ہو سکتا ہے اور وہ کہاں تک اس مضمون کو لکھنے کے قابل ہو سکتا ہے۔

عندلیب لو گرفتارم نوا ہا میزنم
بے گل روئے کسے یاہو دیا ہا میزنم

کس مسیحم ناتوان افتادہ در کنج خمول
بر فراق دوستان بانگ دریغا میزنم
از سپردہ و قبول اہل عالم بگذرم
حرف سری با دل دیوانہ آسا میزنم

اور کبھی زبان حال سے وہ اپنا یہہ شعر مجھے سنا دیتا ہے

بسے با کام دل بودیم در دنیاء دون صادق*
وداعی دوستان حالا چلیدن آرزو دارم

بس اب زیادہ نہیں لکھہ سکتا بجز اس کے کہ اس زمین گورستان سے کہوں کہ

اے خاک تیرہ خاطر مہمان نگاہ دار
کین نور چشم ماست کہ در بر گرفتۂ

اور رب کریم کے حضور ہاتھہ اوٹھا کر کہوں کہ

رحمت حق باد بر روح شریفش مستدام
این دعائیش از من و آمین ز ہر دیندار شد

* بہت ہی کم لوگوں کو معلوم ہوگا کہ مرحوم شاعر تھے اور صادق تخلص کرتے تھے (رضی اللہ عنہ۔ ایڈیٹر)

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے اہل بیت اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے تندرست ہیں۔

۲۔ حکیم الامتہ کی صحت بھی الحمدللہ اچھی ہے۔ فاضل امروہی ۱۵ اکتوبر کو قادیان پہونچ گئے + جناب سیٹھہ عبدالرحمن صاحب مدراسی ۱۳ اکتوبر کو بروز جمعہ دارالامان پہونچے۔

۳۔ حضرت مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ ۱۲ اکتوبر کو قبل دوپہر ایک صندوق میں رکھے گئے اور سپرد زمین ہوئے۔ اعلےٰ حضرت کا منشاء ہے کہ اپنی جماعت کے لئے ایک خاص زمین قبرستان کے لئے مخصوص کیجاوے اور اسکے گرد ایک احاطہ بنایا جاوے۔ اس میں یہہ صندوق نکال کر پھر دفن کیا جاوے۔

۴۔ ڈاکٹر خلیفہ حافظ رشیدالدین صاحب خدا کے فضل کرم سے اچھی طرح تندرست ہو کر ۱۶ اکتوبر کو واپس آگرہ چلے گئے +

۶۔ ۱۳ اکتوبر کی صبح کو لاہور کی جماعت کے معزز ارکان تعزیت کے لئے قادیان آئے اور واپس گئے۔

لفظ آپکے منہ سے سُننے کہ فلان مضمون میرے سر مین ہے اگر خدا توفیق اور صحت دے تو اسکو لکھا جائے - یہی سچی مومنانہ زندگی کا ایک نقشہ ہے اور خدا نے آپ کے ساتھہ وہی معاملہ کیا جو وہ اپنے اولیاء کرام سے کرتا ہے ورنہ اس تیز ذیابیطس کے ساتھہ جو ایک سال سے زور پکڑ گیا تھا - کاربنکل اسقدر مہلت نہیں دیتا چہ جائیکہ اچھا ہو جائے - حضرت مولویصاحب مرحوم کی صحت کیحالت ایک دفعہ تو ایسی ہو گئی کہ فرمانے لگے کہ اب تو مین دو چار دن مین چلنے پھرنے لگونگا اب خوب طاقت آگئی ہے الحمد گردن پر تو اب کچھہ معلوم بھی نہین ہوتا در اصل گردن کا کاربنکل بہت اچھا ہو گیا تھا - اور زخم بھر گیا تھا مگر ساتھ ہی آپ مرحوم ہر وقت موت کے لئے تیار رہتے تھے اور ایک لمحہ بھی اسطرف سے غافل نہین ہوئے ان درمیانی صحت کے وقفون کی اطلاع بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو رویا مین ہوتی رہی - مگر تقدیر مبرم وہی تھی جسے اللہ تعالٰے نے ان الفاظ مین بیان فرمایا کہ اذا جاء افواج وسمع من السماء - یعنی جب آسمان سے فوجین اور زہر آچکی - اور پھر اس کے ساتھہ ہی کفن مین لپیٹا گیا - اور پھر یہ کہ ان المنایا لاتطیش سہامہا - یعنی موت کا تیر خطا نہین جاتا - یہ سب معہ الہام سینتالیس سال کی عمر انا للّٰہ وانا الیہ راجعون تقدیر مبرم کی خبرین تھین - جو ۳ رویا ابتدا مین مبشر سمجھی گئی تھین انکو ایک طرف اللہ تعالٰے نے ایک حد تک صحت دیکر پورا بھی کر دیا مگر ساتھہ ہی یہ بات بھی ہے کہ انسان کا ذہن ہمیشہ خیر کیطرف متبادر ہوتا ہے اور یہی طریق انبیاء علیہم السلام کا ہے کہ جبتک کوئی امر جو بظاہر مصیبت کے رنگ مین ہوتا ہے واقع نہین ہو جاتا تب تک وہ اللہ تعالٰے کے فضل کو ہی تلاش کرتے ہین اور فضل سے کبھی مایوس نہین ہوتے - ایسا ہی جب فال لیتے ہین تو نیک ہی لیتے ہین اور کبھی بد فال نہین لیتے وہ ایک طرف اللہ تعالٰے کی بے نیازی کو سمجھتے ہین اور باوجود بڑے بڑے فضل کے وعدون کے دردناک دعاؤن مین لگے رہتے ہین جیسا کہ آنحضرت بدر کی لڑائی مین اور دوسری طرف جب کوئی مصیبت یا غم نازل ہونیوالا ہوتا ہے تو اس وقت وہ فضل سے کبھی مایوس نہین ہوتے - حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کی

موت جہان ایک طرف جماعت کے لئے غم کی خبر ہے دوسری طرف جماعت کے لئے ایک عملی نصیحت کا سبق دیتی ہے - اور وہ یہ ہے کہ وہ دنیا کی محبت کو کم کرکے آخرت کیطرف دل لگائین - کوئی نبی نہین آیا جسکی یہ تعلیم نہ ہو کہ یہ دنیا اور اسکی زندگی ہیچ ہے - چنانچہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بہت دعا حضرت مولانا مرحوم کیلئے کی تو الہام ہوا - تؤثرون الحیوٰۃ الدنیا یعنی حیات دنیا پر بہت زور نہین دینا چاہئیے یہ دنیا تو اسی قابل ہے کہ اس سے دل کو توڑ کر اسجگہ دل لگایا جاوے جہان حیات ابدی ملتی ہے - حضرت مسیح موعود ع نے اسموقعہ پر فرمایا کہ صحابہ کے نمونہ کو پیش نظر رکھنا چاہئیے وہ سوائے خدا کی راہ مین جان فدا کرنے کے اور کچھہ جانتے ہی نہ تھے اور اس زندگی کی مطلق کوئی پروا نہ کرتے تھے بلکہ ہر وقت منتظر تھے کہ کب شہادت پاکر خدا سے جاملین - یہہ جس قسم کی مصیبت اور غم ہمین مولوی صاحب مرحوم کی مفارقت سے پہونچا ہے ہمارے نبی کریم صلعم کو ہر روز ایسے غم پہونچتے تھے - اور آپ کے نہایت عزیز صحابہ آپکی آنکھون کے سامنے قتل ہو جاتے تھے - مگر خدا تعالٰے نے آپکو دل ہی ایسا دیا تھا - کہ وہ سب صدمات کی برداشت کرتے اور کسی کو اگر اسقدر غم پہنچتا جسقدر ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچا تو وہ انہی غمون سے ہلاک ہو جاتا - یہہ ایک عجیب بات قابل ذکر ہے کہ حضرت مولویصاحب مرحوم کی وفات پر نہ صرف جماعت ہی روتی تھی بلکہ آسمان بھی رویا - آپ کی وفات سے پہلے آسمان بالکل صاف تھا اور کئی دنون سے اسیطرح صاف چلا آتا تھا مگر جبھی کہ آپ نے آخری دم لیا آسمان پر بادل نمودار ہو گیا اور آخر جب آپ کا جنازہ میدان مین رکھا گیا اور حضرت مسیح موعودؑ نماز جنازہ کیلئے تشریف لائے تو ایسے قطرے آسمان سے برسنے شروع ہوئے جو بالکل رونے سے مشابہ تھے - جو احمق نادان اس موت پر ہنستا ہے وہ یاد رکھے کہ یہ ہنسنے کا وقت نہین یہی موت کا دروازہ ہے جس سے سب نبی اور ولی ہو کر گذرے اور آخر اسی سے سب نے گذرنا ہے دوسری طرف اللہ تعالٰے اس جماعت کو یہی حکم دیتا ہے کہ حد سے زیادہ غم نکرین - مولویصاحب

مرحوم کی وفات سے چند گھنٹے پہلے یہہ الہام الٰہی ہوا - یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم - یعنی خدا کی ہی عبادت کرو جسنے تمہیں ناچیز نطفہ سے پیدا کیا - اسمین یہ اشارہ ہے کہ حد سے زیادہ محبت کرنی بھی ایک آدمی کو معبود بنا لینے کے برابر ہوتی ہے یہ اسی کے مشابہ ہے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالٰے عنہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت فرمایا کہ من کان یعبد محمدا فان محمدا قد مات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لایموت +

تازہ الہامات و رویا

۱۱ اکتوبر ۱۹۰۵ء قبل وفات حضرت مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہ - رویا - دیکھا - کہ قدرت اللہ خان کی بیوی روپیون کی ایک ڈھیری پیش کرتی ہے اس مین ایک لکڑی بھی ہے -

(۱) الہام ہوا - ارید الخیر - ترجمہ مین خیر کا ارادہ کرتا ہون -

(۲) الہام - یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم - ترجمہ اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جسنے تم کو پیدا کیا -

فرمایا - مولوی عبد الکریم صاحب کی موت پر حد سے زیادہ غم کرنا اور اسکی نسبت یہہ خیال کر لینا کہ اسکے بغیر اب فلان ہرج ہو گا - ایک قسم کی مخلوق کی عبادت ہے کیونکہ جس سے حد سے زیادہ محبت کی جاتی ہے یا حد سے زیادہ اسکی جدائی کا غم کیا جاتا ہے - وہ معبود کے حکم مین ہو جاتا ہے خدا تعالٰے ایک کو بلا لیتا ہے دوسرا اسکے قایم مقام کر دیتا ہے وہ قادر اور بے نیاز ہے - پہلے اس سے ایک یہہ بھی الہام ہوا تھا جو یہہ ستمبر کے قریب کا ہے تؤثرون الحیوٰۃ الدنیا - یعنے تم دنیا کی زندگی کو اختیار کرتے ہو +

ضروری اطلاع لنگرخانہ

کا تمام روپیہ جو بعض احباب حضرت مخدوم الملۃ مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کے نام بھیجتے تھے وہ آیندہ براہ راست حضرت اقدس کے نام روانہ کرین + ہان اگر کوئی صاحب مخدوم الملۃ کے ضعیف والدین کیلئے کوئی رقم بھیجیں تو وہ میان محمد اسمٰعیل سیالکوٹی [illegible] (قادیان) کے نام بھیجیں +

نظم مشتمل بر وفات شہادت آیات حضرت مخدوم الملۃ مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ

(از میر مہدی حسین صاحب موج)

غم سے آتا ہے کلیجہ مُنہ کو اور دل ہے دو نیم
آہ دنیا سے سدھارا آج اک عبد الکریم
خاصۂ ارباب حق عاشق رسول اللہ کے
راہیٔ ملک بقا ہو کر ہوئے جنت مقیم
کاربنکل کے جراحت مندمل ہوتے رہے
درد ذات الجنب سے رخصت ہوئی جان سقیم
آسمان پر باب رحمت یک بیک سب کھل گئے
جسم خاکی سے اُڑا جب طائر روح سلیم
واہ رے شان نبی عاشق کا دم نکلا جبھی
آسمان پر گرد پہونچی چھا گیا بادل جسیم
اضطراب اہل دل لایا اوٹھا کر گرد باد
خاک گلیون مین اڑاتی پھر گئی یکدم نسیم
عبد مومن کا جنازہ جب رکھا میدان مین
بجلیان کوندین گھٹا اُمڈی ہوا حشر عظیم
کیا بیان اُس کا زبان میری سے ہو سکتا ہے آہ
مُنہ پہ بوسہ دیکے بولے جب یہ اُمت کے حکیم
کہتے تھے رحلت پہ ابراہیم کی جو کچھہ نبی
ہم وہ نہین لفظون مین کہتے ہین مری پیارے حمیم
یعنے ہم احکام خالق پر نہین ہین لب کشا
پر تیری فرقت نے ہمکو کر دیا تصویر جیم
بوندیان برسین او سیدم اشک خون کیطرح سے
دیکھتے تھے جب کہ چہرہ کو مسیحائے وسیم
پھر جنازہ پر نماز آخری ہونے لگی
آسمان روتا تھا ہمراہ محبان صمیم
مُنہ سے کرتے تھے دعا آنکھون سے پانی تھا رواں
جوش مین آیا یہہ حالت دیکھہ باران رحیم
یوسف چاہ لحد کے غم مین یعقوب حزین
ہچکیان لیتے رہے از بسکہ تھے زار و کظیم
والدہ کو آپ کی اللہ دے صبر جمیل
اُس سے کب اُٹھیگا یہہ اندوہ کا کوہ عظیم
ہم کہین گے بالضرور اس مرد میدان کو شہید
گو وخامت سے کرے یاد آپ کو کوئی لئیم
ہم کو یارب صبر دے اور عاقبت محمود کر
اور بہت نعم البدل ہمکو عطا کر یا علیم
مصرع تاریخ لکھا موج نے بے دخل پاک
فات عبد انما فاللّٰہ رحمٰن رحیم

۲۳ ھ ۱۳ ھ

مراسلت

محبت اساس معنی رس جناب اخوی منشی یعقوب علی صاحب زاد عطوفتہ

بعد اہداء تحیت سلام مکشوف ضمیر مہر تنویر ہو - مین آپکا شکریہ ادا کرتا ہون - کہ آپ نے میرے مرسلہ مضمون کو اپنے اخبار گوہر بار مین جگہ دیکر بڑی تکلیفون سے رہائی بخشی - اب مین ملتمس ہون کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے پرچہ اہل حدیث بابت ۱۱- اگست ۱۹۰۵ء مین ایک امر غیر محقق درج کیا ہے - اوس کا کشف فرماکر ایک عالم کو گرداب غفلت سے نکالینگے - یا گویا غار مین سوئے ہوؤن کو جگا دینگے - اور وہ یہ ہے - آپ لکھتے ہین کہ غار اصحاب کہف کو ایک شخص میان جواہر قوم زرگر دیکھ آیا ہے - جو خواجہ الطون سے نصف میل پر واقع ہے اوسمین اصحاب کہف چادر اوڑھکر سوئے ہوئے ہین - اور اون کا کتا صحیح سالم آنکھین کہولے بیٹھا ہے - جسکا سرخ و سیاہ رنگ ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ادھکر ابھی کاٹ کہائیگا - اور قریب ہے - شہر دقیانوس کے آثار پائے جاتے ہین یہہ ملک ترکستان علاقہ چارجوئی کہلاتا ہے اور بعلم روس کی سرحد پر واقع ہے "

مکرم من اس امر کا تذکرہ مین نے مولوی نور احمد صاحب نزیل لودی ننگل کے پاس کیا انہون نے مجھے تحقیق کرایا - کہ یہہ وہان کے مجاورون کی بناوٹ ہے ورنہ آج تک غار مین اصحاب کہف یا اونکے کتے کا صحیح وسالم باقی رہنا عقل نقل کے برخلاف ہے تب مجھے اس فاضل کی اس تحریر پر جو بلا ریمارک محرر ہے بڑا افسوس آیا - لہذا وہ تحقیق ذیل مین عرض کرتا ہون از راہ نوازش بالضرور الحکم مین درج فرمادین - عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہونگے -

یہہ واقعہ نقل کے برخلاف اسواسطے ہے کہ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ اصحاب کہف کی ہڈیان تین سو برس سے اوس غار سے جاتی رہی ہین - قال قتادۃ غزا ابن عباس معہ حبیب ابن سلمۃ فمروا بالکہف فاذا فیہ عظام فقال ھذہ عظام اصحاب الکہف فقال ابن عباس فقد ذھبت عظامھم منذ اکثر من ثلث مائۃ (تاریخ طبری) اور گیورس متہس کا مصنف مسٹر بارنگ گولڈ لکھتا ہے کہ اصحاب کہف کی ہڈیان ایک بڑی پتھر کے بکس مین بند کر کے مارسلیس واقعہ ملک اٹلی مین بہیجی گئین جو اب بہی سینٹ وکٹر کی گرجا مین دکہائی جاتی ہین انتہی مآلہ عسل مصفی -

تعجب ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نہ صرف اون کی لاشین بلکہ اونکا کتا بہی اب تک صحیح سالم تسلیم کرتے ہین حالانکہ زمانہ نبوی سے کئی برس پہلے اون کی ہڈیان بہی اٹھائی گئی ہین -

ہان اس مقام مین ایک اختلاف کا رفع کرنا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت ابن عباس نے امیر معاویہؓ کو غار کے اندر جانیسے منع کیا ہے - اور اس روایت مین خود آپ نے کشف حال کا بخوبی طور پر ارادہ کیا تہا جس سے آپ نے منع کیا اور خود بدولت نے سرسری نگاہ سے دیکہا ہے جو موقع کے مناسب ہوگا -

اور یون بہی مطابقت ہوسکتی ہے کہ عوام کے لئے دیکھنا منع فرمایا ہے اور خواص کے لئے جائز رکھا گیا ہے - یا پہلے آپ منع سمجھتے ہونگے اور آخر مین جواز مقرر فرمادیا - یا اول ظاہر قرآن پر عمل فرمایا ہے اور ثانیاً بطن قرآن کی مطابق جواز کا فتوے دیا -

اسکی تفصیل یہہ ہے کہ ظاہر قرآن مجید سے تو یہ سات آٹھہ بزرگون کا قصہ معلوم ہوتا ہے اور باطن مین یہ اوس قوم کی اقبالمندی کی پیشخبری ہے جو غارون اور بتون مین بسیرا رکھتی تھی ولہذا حضرت ابن عباس نے جب اوس قوم کا لحاظ کیا ہے تو غار کا ملاحظہ منع فرمایا ہے کیونکہ قوم اوس غار کی اندر نہ تھی بلکہ باہر میدان مین غار سے پرلی طرف چنانچہ لفظ وھم فی فجوۃ منہ ظاہر کر رہا ہے اور جب چند اشخاص کا لحاظ کیا ہے تو اون کے حالات بذات خود دیکھے ہین اور فرمایا کہ وہ نہ صرف مر گئے ہین بلکہ اون کی ہڈیان بہی یہان سے جاتی رہی ہین -

اور وہ قوم یا رعب غارون مین رہنے والی وہی ہے جنکے رعب کا ذکر احادیث مین بین ہے - اخرجت عباداً لی لا یدان لاحد بقتالھم یعنے مسیح موعود کے زمانہ مین یہی وہ بندے ہیبت ناک نکالے ہین جنکے ہنگامہ کی برداشت دو ہتہ لڑائی سے نہین ہوسکتی -

ہان یہہ وہی قوم ہے جنکی خبر نہ صرف موسیٰ و مسیح نے دی بلکہ کل انبیاء علیہم السلام نے اور یہ وہی قوم ہے کہ مسیح پر ایمان لاکر زندہ ہوئی اور اوس مین سے چند بزرگ اپنا دین لیکر غار مین داخل ہوئے چنانچہ تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ اصحاب کہف کے زمان اور مکان مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ موسےٰ علیہ السلام سے پیشتر تہی اور موسےٰ نے اون کا ذکر توریت مین کیا ہے اور اسواسطے یہود نے رسولخدا صلعم سے اون کا حال دریافت کیا تہا اور بعض کہتے ہین کہ مسیح علیہ السلام سے پہلے داخل ہوئے اور مسیح علیہ السلام نے اون کی خبر دی تہی اور پہر وہ مسیح علیہ السلام کے بعد زندہ ہوئے اور بعض کہتے ہین کہ مسیح علیہ السلام کے بعد وہ غار مین داخل ہوئے تہے یہہ محمد بن اسحاق کا قول ہے اور بعض کہتے ہین کہ وہ نہ مرے ہین اور نہ قیامت تک مرینگے اور اون کے مکان کی نسبت قفال نے محمد بن موسیٰ خوارزمی منجم سے حکائیت کیا ہے کہ خلیفہ واثق باللہ نے اوسکو روم کیطرف روانہ کیا تاکہ اصحاب کہف کے حالات دریافت کرے وہ کہتا ہے کہ شہنشاہ روم نے میرے ساتہہ بہت سا گروہ ہمراہ کرکے مجھے اوس مقام کیطرف روانہ کیا جہان کہا جاتا ہے کہ اون کا غار ہے جب وہان پہنچے تو مجاورون نے مجھے اندر داخل ہونیسے بہت ڈرایا لیکن مین اندر چلا گیا کیا دیکھتا ہون کہ اون کے بال اون کے سینہ پر پڑے ہوئے تہے ابن موسیٰ نے کہا اور مینے شناخت کیا کہ وہ بناوٹ اور مجاور لوگون کی حیلہ سازی تہی اونہون نے ان جثون کی تدبیر کر رکہی ہے یعنی خشک ادویہ مردون کے بدن پر لگا کر رکہی ہوئی تہی تاکہ بوسیدہ ہونیسے محفوظ رہین مثلاً ایلوا وغیرہ سے آلودہ کیا ہوا تہا پہر قفال نے کہا کہ ہمارے نزدیک متحقق بات یہ ہے کہ اسبات کا یقینی علم نہین کہ یہہ وہی جگہ ہے یا وہ کوئی اور جگہ ہے جو اصحاب کہف کے اصلی غار ہے اور جسقدر خداوند تعالے نے خبر دی ہے وہ قطعی امر ہے اور اہل روم کے قول کا کچھہ اعتبار نہین کہ یہی وہ غار ہے اور مین کہتا ہون کہ اون کی زمانہ و مکان کی نسبت جو علم ہے اس مین عقل کو کچھہ بہی گنجائش نہین یہہ امور نص سے مستفاد ہوسکتے ہین اور نص یہان مفقود ہے پس ثابت ہوا کہ اون کے مکان یا زمان کے معلوم کرنیکی کوئی سبیل نہین انتہی تفسیر کبیر کا مضمون خلاصۃً ختم ہوا -

اور فتح الباری مین لکھا ہے کہ اکثر اخبار اس امر کے مؤید ہین کہ وہ غار بلاد روم مین ہے اور حضرت ابن عباس نے کہا کہ وہ ایلہ مین ہے اور بعض نے کہا قریب طرسوس کے اور بعض نے کہا ایلہ و فلسطین کے قریب نشان دیا ہے اور بعض نے قریب نیزاد کے اور بعض نے غرناطہ اندلس مین موقع بتایا ہے -

لفظ رقیم کے معنے مین بہی اختلاف ہے ابن عباس نے کہا کتاب ہے بعض نے کہا وہ جنگل ہے جسمین وہ غار ہے بعض نے گاؤن کا نام بتایا ہے بعض نے کہا ہے رقیم کلب کا نام ہے بعض نے کہا اوس غار کا نام ہے جسمین تین آدمی بند ہوگئے تہے بعض نے کہا رقیم پتھر ہے اور نیز ابن عباس نے کہا وہ قلعی کی تختی ہے جسمین اون کی نام لکھے گئے تہے اور بعض نے کہا اوس مین اون کی شریعت لکھی ہوئی تہی بعض نے کہا رقیم دوات ہے بعض نے کہا ام اصحاب رقیم کا قصہ خداوند تعالے نے مفصل بیان نہین فرمایا -

ایسا ہی لفظ کلب مین اختلاف ہے بعض نے کہا وہ زرد رنگ کا کتا ہے بعض نے اور رنگ کا بتایا ہے اور بعض نے کہا وہ باورچی آدمی تہا اونکے پیچھے ہو گیا تہا اور حقیقۃً کلب نہ تہا اور پہلا امر مستحد ہے انتہی

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اگر یہ روایات دیکھی ہوتین تو کبھی ثقاہت راوی پر بہروسہ کرکے یہ مضمون درج اخبار نکرتے کیونکہ جبکہ اونکا زمان اور مکان منصوص نہین تو آج ایک زرگر کے قول پر کون اعتماد کرسکتا ہے شاید منطق بہی بہلا بیٹھے ہین ورنہ اس قضیہ محتمل صدق کذب پر استناد نکرتے - اور تفسیر حقانی مین لکھا ہے کہ شہر افسوس یا افسس جسکو طرطوس بہی کہتے ہین ایشیاء کوچک کا ایک شہر ہے اس شہر سے تین کوس کے فاصلہ پر ایک پہاڑ ہے جسمین وہ غار ہے کہ جہان اصحاب کہف غایب ہوئے تہے یہہ غار کئی میل تک کا ہے اور اسکی کئی شاخین ہیبت ناک دورے ہین یہہ شہر قیاصرہ روم کے عہد مین بڑی رونق پر تہا اب اس کے خرابات پڑے ہین ایک قصبہ سا ہے یہان حضرت سلطان روم کی عملداری ہے -

اس غار پر ایک خانقاہ ہے جسکی عیسائی اور مسلمان دونو تعظیم کرتے ہین غالباً یہ وہی

(باقی)

خانقاہ ہے جو اصحاب کہف کے برآمد ہونے کے بعد بنائی گئی تھی یہہ وہی عمارت نہو مگر اسکی جگہ پر عمارت قایم ہے - یہہ واقعہ اصحاب کہف کا ڈیشش (دقیانوس) قیصر کے عہد میں ہوا ہے جو عیسائیون کے حق مین ظالم اور سفاک جیساکہ ولیم میور اپنی تاریخ کلیسا کے چھٹے باب مین لکھتے ہین کہتے ہین افسس کے رہنے والے سات جوان ڈیشش کے ظلم سختی سے شہر چھوڑ کر پاس ہی کسی غار مین جا چھپے تھے اور وہان دوسو برس تک برابر سوتے رہے اور پھر جب جاگے اور اونمین سے ایک شہر مین گیا تو وہ وہان تمام حاکم و محکوم کو پورا عیسائی دیکھکر نہایت تعجب مین آیا انتہے اور اخیر مین صاحب تفسیر حقانی بطور نتیجہ یہ امر لکھتے ہین یہہ بات کہ اصحاب کہف اس غار مین اتبک سوتے ہین اور قیامت تک وہین سوتے رہینگے یا یہ کہ وہ بیدار ہونیکے بعد غار مین جاکر مر گئے اور نیز یہ کہ آنحضرت علیہ السلام کے پاس ایک چادر آئی اوس کے چارون کونے خلفاء اربعہ نے پکڑے اور بیچ مین آنحضرت بیٹھے اور آڑا کر فرشتے اصحاب کہف کے پاس لے گئے ان سے آنحضرت صلعم نے ملاقات کر کے اونکو اسلام تلقین فرمایا - قرآن و احادیث سے اون کا پتہ نہین لگتا مورخین کی رائین اور ان کے اقوال ہین واللہ اعلم انتہے -

دیکھئے اتنا بڑا محقق معاصر حنفی المذہب ظن غالب سے بتلاتا ہے کہ یہ وہی غار ہے یا اوس کی جگہ اور عمارت قایم کی گئی ہے اور مولوی ثناء اللہ صاحب یقین کر بیٹھے ہین کہ اس مین کسی قسم کا دہوکہ یا فریب نہین ہے مین مولوی صاحب سے پوچھتا ہون کہ اگر اسمین کوئی دہوکا و فریب نہین ہے تو حسب مسلک آپ لوگون کے اس آیت کے کیا معنی ہین لو اطلعت علیهم لولیت منهم فرارا و لملئت منهم رعبا یعنے اگر تو ان کو دیکھے تو پشت دے کر بھاگے اور دہشت سے بہر جاوے - پس برخلاف مقتضی قرآن کریم کے میان جواہر زرگر نے کیسے دیکھ لیا اور کیون نہ وہان سے پشت دیکھ بھاگا اور نہ دہشت سے پر ہوا -

اور ایسا ہی آثار مین ہے ابن عباس غزا مع معاوية الصائفة فمروا بالكهف الذي ذكر الله في القرآن فقال معاوية رض اريد ان اكشف عنهم فمنعه ابن عباس فصمم وبعث ناسا فبعث الله ريحا فاخرجتهم رواه عبد بن حميد باسناد صحيح (فتح الباری پ ۱۵)

یعنے حضرت ابن عباس ایک جنگ روم مین جو صائفہ یعنی تابستان مین کیا جاتا ہے حضرت امیر معاویہ رض کے ساتھ تشریف لے گئے جب اوس غار سے گذرے جسکا ذکر قرآن مجید مین خداتعالےٰ نے کیا ہے تو امیر معاویہ نے کشف حال غار کا ارادہ کیا تب ابن عباس نے ان سے منع کیا مگر انہون نے مصمم ارادہ کر کے کچھ آدمی بھیجے پس خداوند نے ایک ہوا چلائی جسنے اون کو نکالدیا :-

وعن شهر بن حوشب قال كان لي صاحب قوي النفس فمر بالكهف فاراد ان يدخله فاشرف عليهم فابيضت عيناه وتغير شعره رواه ابن ابي حاتم في تفسيره - (فتح الباری پ ۱۵)

ابن حوشب نے کہا کہ میرا ایک یار بڑا دلاور تھا - وہ اوس غار مین گذرا اور اندر جانیکا ارادہ کیا جس سے منع کیا گیا اوس نے انکار کیا اور جاکر دیکھنے لگا پس اوسکی آنکھین سفید ہوگئین اور بالون کا رنگ بہی بدل گیا -

مولوی ثناء اللہ صاحب ان شہادات و آیت قرآن مجید کے جواب دینے کے ذمہ دار ہین کہ میان جواہر زرگر پر ایسا تغیر کیون نہ آیا -

اور نیز آیت مین ہی و تحسبهم ایقاظا وهم رقود - یعنے تو خیال کرتا ہے - کہ وہ جاگتے ہین حالانکہ وہ سوئے ہوئے ہین - اور آثار مین ہے کہ وہ مرے نہین اور نہ مرینگے بلکہ سوئے ہوئے ہین پہر کیا یہی ہنر ہے کہ میان جواہر زرگر کو سفر حج دیکر والپس بہیجا جاوے جو انکو جگاکر پوچھ آتے کہ یہہ زمانہ امام مہدی اور نزول مسیح کا ہے - یا نہین - کیونکہ ابن عباس سے مروی ہے ان اصحاب الكهف اعوان المهدي یعنے اصحاب کہف مہدی کے انصار ہونگے اور ایک روایت مین ہے انهم يحجون مع عيسى بن مريم یعنے وہ ابن مریم کے ہمراہ حج کو تشریف لے جائینگے - الغرض اگر وہ غار اور صاحبان غار واقعی طور پر ہین تو چشم ما روشن و دل ما شاد کیونکہ آسانی ہی فیصلہ ہو گیا اور بصورت دیگر مولوی ثناء اللہ کے دعوے فضیلت پر بڑا حرف آتا ہے اور علماء نگینہ کا قول صحیح پڑتا ہے کہ اس فاضل کے معلومات وسیع نہین بلکہ محدود خیالات کا آدمی ہے -

بڑے تعجب کی بات ہے کہ شہر کا نام ہی **دقیانوس** لکھتے ہین حالانکہ شہر طرطوس عامہ تفاسیر مین لکھا ہوا موجود ہے -

ہان اگر آپ ان مختلف روایات کو جو اصحاب کہف کے حالات مین مذکور ہوئین ظاہر معنی پر محمول کر کے تطبیق دیدین تو شاید آپ کی فضیلت شہرۂ آفاق ہو جاوے - ورنہ امر خطرناک ہے -

اور تعجب بر تعجب یہ ہے کہ موافق اور مخالف کی تحقیق کی رو سے اس غار کا یہ مقام ایشیاء کوچک مین معلوم ہوتا ہے - جیساکہ حضرت ابن عباس کے سفر بلاد روم سے اور میور صاحب کی تاریخ سے ثابت ہے - اور آپ علاقہ چارجوی ملک ترکستان مین نشان دیتے ہین حالانکہ ایشیاء کوچک اور ملک ترکستان مین باقی تمام ملک روم کا بطور حد فاصل واقعہ گیا ہے آپ نقشہ ملاحظہ کر کے اوس سرحد روم و روس کا جو ملک ترکستان کے متصل واقعہ ہے پتہ بتلا سکتے ہین محققین تو کہتے ہین کہ وہ غار ایشیاء کوچک مین ہے جو ملک روم کا ایک حصہ ہے اور آپ میان جواہر زرگر کے حوالہ سے ملک ترکستان مین بتلاتے ہین ؎

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی
کین رہ کہ تو میروی بہ ترکستان است

تفسیر حقانی کے حاشیہ پر جوافیہ فرناد مرزا سے منقول ہے کہ شہر افسوس مغربی ایشیائی کوچک مین ہے اور ازمیر سے تخمیناً سینتیس ۳۷ میل کی مسافت پر واقع ہے اور یہ افسوس ازمیر کی جانب جنوب کے قریب ہے اور اسوقت اوسکو ایاز لوگ کہتے ہین انتہے ملخصاً

(باقی آیندہ)

امرتسر مین محمڈن ٹمپرنس لاج

یون تو ہر ایک شہر مین ہر ایک مسلہ پر کئی کئی انجمنین قایم ہین - مگر کچھ عرصہ سے امرتسر مین منشیات اور دیگر مضر صحت اور قانون قدرت کے برخلاف افعال کی بیخکنی کے لئے ایک نوجوانون کی لاج مسمی "محمڈن ٹمپرنس لاج" قایم ہے - اس مین ہر ایک مذہب و ملت کے نوجوان بڑی خوشی سے دلچسپی لیتے ہین - جو کہ اس کی کامیابی کی بین دلیل ہے خصوصاً ۱۲ ستمبر کا اجلاس بہت ہی تسلی بخش تہا جسمین بہت مسلمان نوجوانون خصوصاً احمدی نوجوانون اور ہندو بہائیون نے مسکرات اور مروجہ سگار سگرٹ کے خوفناک نقصانات مذہباً اور عقلاً بڑی خوبی سے ادا کئے - اور خواجہ محمد غوث صاحب سوز نے اتحاد کے مضمون پر بڑی دلچسپ تقریر کی اور میر ضیاء اللہ اور ظہور احمد اور محمد شریف صاحبان نے بہت ہی موثر تقریرین کین - اور آخر مین پریذیڈنٹ صاحب کی تقریر پر اجلاس ختم ہوا - اسکے مقاصد و اغراض یہ ہین -

(۱) کسی فرد کے مذہبی معاملات پر تعرض نکرتے ہوئے نوجوانون مین مسکرات کے خوفناک اثرون کی اشاعت -

(۲) علاوہ مسکرات کے اون افعال کی بیخ کنی مین کوشش کرنا - جو صحت یا اخلاقی طاقت مین کمی کرتے ہون -

(۳) ہندو و مسلمان مین جہانتک ہو سکے اتحاد و یکجہتی پیدا کرنا -

(۴) وقتاً فوقتاً مختلف مضامین پر بحث کرنا -

یہ چند اصول مین نے قواعد لاج مین سے ارسال کئے ہین - جہان آپکے ذی شان اخبار مین اور ذی وقار آرٹیکل نکلتے ہین - اس ناچیز مراسلت کا شایع کر دینا بہی بعید از مروت نہوگا مین آپکا تہ دل سے مشکور ہونگا اگر آپ اسکو بجنسہ درج اخبار فرماوین گے - زیادہ نیاز

الراقم نیاز مند خاکسار

درخواست دعا

درخواست دعا :- اس عاجز کا منجھلا لڑکا محمد عظیم سخت بیمار ہے ناظرین الحکم سے دعا کی درخواست ہے -

خاکسار محمد حسین قانونگوی صدر سیالکوٹ

واجب التقلید کام اور علمی فیاضی

واجب التقلید کام اور علمی فیاضی :- برادرم مکرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ - برادر عزیزم محمد نور الدین کا نکاح اس مہینے کے اوائل ایام مین کیا گیا ہے اسکی یادگار مین الحکم چھ ماہ کیلئے کسی غریب احمدی کے نام جاری کرانا چاہتا ہون اخبار مین نوٹس دیکر ایسے مستحق کا پتہ دریافت کرین مگر شرط یہ ہے -

عصر جدید اور سلسلہ عالیہ احمدیہ

آج اگست ۱۹۰۵ء کا عصر جدید بطلب میرے پاس بھیجا گیا۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ مضامین مندرجہ رسالہ میں خصوصاً پڑھوں اور قابل اڈیٹر خواجہ غلام الثقلین کی دماغ سوزی کی داد دوں۔ میں اپنے دوست کو محروم نہیں رکھنا چاہتا تھا۔ لہذا میں نے مضمون مندرجہ کو بغور پڑھا اور اب رائے پیش کرتا ہوں امید ہے کہ ہمارے لائق اڈیٹر عصر جدید اس خاکسار کو بھی ناکام نہ رہنے دینگے۔ لائق اڈیٹر نے جیسا ظاہر کیا ہے کہ اس جدید مذہبی تحریک کو مہاں بھر نے کسی دوسرے موقعہ کے لیے چھوڑ دیا تھا۔ یہ قطعی خلاف واقعہ ہے۔ افسوس ہے کہ ایسا قابل اڈیٹر تعلیم یافتہ ہو کر یا اسقدر پریشان دماغ ہو کہ حافظہ ہی نہ رہے یا خلاف واقعہ امور پر قلم اٹھانے کی جرأت کرے اس تحریک جدید پر تو وہ ۱۹۰۱ء سے طبع آزمائی کر رہا ہے اُسے یاد ہونا چاہیے کہ البشیر کے کالم جب ہمدردی کے عنوان سے سیاہ کیے جا رہے تھے تب بھی اس طبعاً نکتہ چیں کا قلم نہیں رُکا تھا۔ میرٹھ کے قیام یعنی ۱۹۰۱ء میں بھی وہ چٹکیاں لیتا رہا ۱۹۰۱ء میں بھی ہمیں اس طبعاً نکتہ چیں کی خدمت گذاری بھلی معلوم ہوئی تھی اور آج بھی ہم بادب اسکی حق خدمتگذاری سے سبکدوش ہونا چاہتے ہیں ۱۹۰۵ء میں اس سلسلہ عالیہ کے خلاف قلم اُٹھانے اور طبعاً نیش زنی کرنے کی تحریک اصل میں اسکو اسلیے ہوئی کہ فاضل سیالکوٹی مخدوم الملت مولوی عبدالکریم صاحب نے ایک ذاکر ہرزہ سرا بدلگام کی تحریک ناشایستہ اور سخت گندی فحش کذب بیانی پر قلم اُٹھایا اور ذاکر اور اُسکے ابنائے جنس پر بجلیاں گرائیں۔ ہمکو تو پہلے ہی سے یقین تھا کہ عصر جدید کا اڈیٹر ان نیزوں سے بلبلایا ہوا ہے بے چیخنے چلائے بیچارہ کیسے رہ جائے گا۔ لہذا اس تحریک کو اگرچہ اس نے عمداً چھپایا ہے مگر واقعات حقیقی کو چھپانا اور غلط بیانی سے کام نکالنا کوئی ایسا امر نہیں ہے جسے اسنے کبھی بُرا سمجھا ہو یہ صفت عالی مذہبی ورثہ میں پائی ہے پھر کیوں ضرورتاً اس سے فائدہ نہ اُٹھایا جاے ہم ذاکر اور عصر جدید کے اڈیٹر کو ایک ہی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ وہ ہنان کا ٹرہ تھا اس لیے سخت ایٹر کی ضرورت ہوئی ایٹر تھا کہ چُپ ہو گیا مگر اڈیٹر عصر جدید نئی روشنی کا آدمی ہے اسکے لیے اسکے موافق علاج کی ضرورت ہے تا فاسد مواد اس موقعہ پر بھی عود نہ کرے۔ طرز تحریر پہلے کا ناشایستہ تھا اسلیے فاضل سیالکوٹی کو تلخ نسخہ دینا پڑا۔ عصر جدید کی طرز تحریر زمانہ تہذیب کی ہے اسکے لیے عمدہ کونین مگر شہد کے غلاف میں درکار ہے تا آہستگی سے گلے سے اُتر جاے لہذا ہم انشاءاللہ تعالیٰ اسکی مرضی کے موافق خدمت کرینگے مرزا صاحب ہی پر کچھ منحصر نہیں ہے ہمکو تو آج ہندوستان میں ایک بھی ایسا نظر نہیں آتا جسکے عروج نے اڈیٹر عصر جدید کی آگ کو نہ بھڑکایا ہو۔ اور وہ محسود اس کے قلم سے بچا ہو یا تو حقیقتاً یہ آگ ہی اسمیں موجود ہے جو اسے بعض ایسے موقعوں پر پریشان کر دیتی ہے یا وہ کمزور طبع ضعیف الدماغ اپنے دماغی قویٰ کو کار عالم کے قابل نہیں پاتا اور پریشان ہو کر مجنونانہ بڑ ہانکنے لگتا ہے بہر حال ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کیا فرماتے ہیں۔

عصر جدید کی بے تعصبی	یہ طبعاً نکتہ چیں قبل اسکے کہ مضمون شروع کرے کوشش کرتا ہے

کہ پبلک کو اپنے بے تعصبی اور بے لاگ تحریر کا یقین دلاے اور اس غرض کے لیے وہ قرآن شریف کی آیت کریمہ فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ کا مصداق اپنے آپ کو قرار دیتا ہے مگر کیا اس کی تحریر یعنی نفس مضمون اسکی تائید کرتا ہے ہرگز نہیں متعصب لوگ ہمیشہ پہلے اپنی بے تعصبی کا اظہار کیا کرتے ہیں اور اسے بطور مقدمہ بیان پیش کرتے ہیں تا لوگوں یا اپنے دلکو تسلی دیں یہ دھوکا ہوا کرتا ہے۔ مجرم ہی ہمیشہ صفائی کی طرف سب سے پہلے بھاگتا ہے۔ اگر حقیقتاً وہ بے تعصب ہوتا تو پبلک خود سمجھ لیتی اسے مزید یقین دلانے کی ضرورت کیوں ہوئی۔ کیا پبلک پر بے اعتباری تھی یا اپنے دل پر وہ لکھتا ہے کہ اس آیت کریمہ کے بموجب ہمیشہ ہمکو صحیح اور سچ بات بے تکلف ہر جگہ اور ہر شخص سے لینا چاہیے مگر سوال یہ ہے کہ وہ ایسا کرتا بھی ہے۔ چاہیے تو ایک فرض ہے اور لینا ایک عمل ہے۔ وہ ثابت تو کرے اس کا منشا علم فرضی سے ہے یا واقعی وہ عملاً ایسا کرتا ہے افسوس کہ ایسا عمل بے عیب نہیں ہے جیسا اس طبعاً نکتہ چیں کا دعوی بے عیب ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب مدظلہ کے عیوب کے ساتھ اگر وہ اُن کے محاسن اور اُن کے گروہ کے کچھ خوبیاں بھی لکھ دیتا تو یہ قیاس ہو سکتا تھا کہ نظر عمیق ڈالی گئی ہے اور بے تعصبی اور نیک نیتی سے کام لیا گیا ہے مگر کیا کوئی ذی عقل اسے باور کر سکتا ہے کہ جب اڈیٹر عصر جدید تک میں بعض اوصاف حمیدہ بھی ہیں تو مرزا صاحب مدظلہ میں نہ ہونگے جو باعتبار اپنے حسن اخلاق کے دوست دشمن سب کی نظر میں خلیق منکسر درگذر کرنے والے راستباز ہیں یا اگر فرض کر لو اس طبعاً نکتہ چیں کی رائے میں وہ ان اوصاف سے نہ بھی کسی اور صفت حسنہ سے متصف ہیں تو کیا اسکا اظہار اسکے لیے باعث شرم تھا۔ کیا سچی تحقیقات شہادتوں میں سے صرف بُرائیاں چن لینے کو کہتے ہیں۔ آفریں اے بے تعصب مالیر کوٹلہ کے جج۔ صد آفریں!

نئے انبیاء سے بغض	اس عنوان کے تحت میں یہ طبعاً نکتہ چیں لکھتا ہے کہ مرزا صاحب کے اخبار نویس

حواری وغیرہ اسبات کو دوہراتے نہیں تھکتے کہ مسلمانوں کی حالت نہایت سقیم ہے اسلیے ایک جدید رسول اور مجدد اور ہادی کی ضرورت ہے اس دعوے کے پہلے حصہ سے ہم کو اتفاق ہے۔ پھر لکھتا ہے اور اگر صاف صاف دلائل اور مفید اور برحق تعلیم ہمکو ملے تو ہم بے تامل ایک ہادی اور ایک رسول اور مجدد کو لینے کے لیے آمادہ ہیں۔ یہ خاکسار پبلک سے فیصلہ چاہتا ہے کہ اس اوپر کی تحریر میں پہلا حصہ کونسا ہے جس سے اُسے اتفاق ہے اور وہ دوسرا حصہ کونسا ہے جس سے نا اتفاقی ہے بہری عقل رہبری نہیں کرتی کہ ایک جملہ میں جو یہ کہتا ہے کہ چونکہ مسلمانوں کی حالت سقیم ہے اسلیے ہادی رسول کی ضرورت ہے۔ اول حصہ کونسا ہے اور دوسرا حصہ کونسا ہے اور جبکہ وہ رسول کو لینے کے لیے بشرط تعلیم برحق آمادہ ہے تو انکار کس حصہ سے ہے۔ افسوس! ججی کی کُرسی پر بیٹھ کر ایک اُردو کے فقرہ پر بھی قدرت فہم نہ ہونا کسقدر جیہ ذلت و خواری ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے اخبار نویس و حواری اپنے دلائل کو اور اظہار حق کو دوہراتے کیوں تھکیں گے۔ جبکہ عصر جدید اپنے منطق اصلاح تمدن کو جس کی اعلیٰ تعلیم قرآن شریف میں ہی موجود ہے۔ بار بار دوہراتے نہیں تھکتا اور محض فضول قوم کا روپیہ صرف کرا رہا ہے اور اپنی کھوہ کے لیے یا پیٹ پالنے کے لیے اسقدر سرگرم ہے کہ ہر ماہ ایک پرچہ اسی رٹ سے بھرا ہوا نکال رہا ہے اور پھر نہیں تھکتا۔ اے طبعاً نکتہ چیں اپنے گریبان میں مُنہ ڈالکر ہی قلم ہاتھ میں لیا ہوتا۔ جس رسول پاک کی تعلیم کو سارا عالم نے مانا ہے۔ جب اسی کی تعلیم فاضل اڈیٹر کو راہ راست پر نہ لاسکی تو اب وہ اگر جدید رسول کو عزت قبول سے محروم ہی رکھے تو اولی ہے کیونکہ قبول کرنا معلوم جب تک طبعی نکتہ چینی باقی ہے اور طبیعت بدل نہیں سکتی پھر سعادت قبول حق نصیب کیونکر ہو سکتی ہے وما تاتیھم من ایۃ من ایات ربھم الا کانوا عنھا معرضین یحسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون جو گروہ ان اوپر کی آیات کریمہ میں شامل ہے یعنی رسولوں سے اور الٰہی نشانات سے اعراض کرنیوالے اور استہزا کرنیوالے خدا کے مرسلوں کے ہمیشہ ہدایت سے بے نصیب رہتے ہیں۔ شروع اور ابتداء اسلام ہی میں جب مرسلین خدا کا استہزا اس شدت سے کیا گیا کہ آج تک بھی عصر جدید کا اڈیٹر اور اسکے ابنائے جنس اس لعنت کو دُہراتے نہیں تھکتے۔ جب خدا کے صدیق گروہ پر کی جا رہی ہے تو اب کیونکر اُمید ہو کہ وہ کسی جدید رسول کے قبول کرنے پر واقعی آمادہ ہے جس نے ان اگلوں کو قبول نہیں کیا جنکو ایک حیثیت مذہبی سے کروڑوں قبول کیے ہوے ہیں۔ اور دوسرے حاکمانہ حیثیت سے ہر قوم کے مورخ باستثناء اڈیٹر عصر جدید و اخوانہ ملتے چلے آتے ہیں جنکی صداقت کے زندہ نشان آج تک موجود ہیں تو پھر کیا توقع کی جاے کہ یہ جانباز اپنے ابنائے جنس سے بڑھا چڑھا ہیرو بنا ہوا ہے جس کے لیے کوئی قومی روک مذہبی خندق حارج نہیں ہو سکے گی بہرحال اگر وہ قبول کرنے پر آمادہ ہے تو دلائل کا ایک دفتر موجود ہے وہ اپنے حقیقی اعتراضات جو حضرت مرزا صاحب کی براہین قاطعہ پر اسکو ہیں پیش کرے اور پبلک پر احسان کرکے موقعہ دے کہ وہ اس کی اس جرأت کا نمونہ بھی آنکھوں دیکھ لیں ہم حاضر ہیں اسکے اعتراضات سننے اور بقدر ہمت و توفیق جواب دینے کے لیے ہاں دل بدل دینا اور دل کی کھڑکیاں کھولنا تو صرف خدا کے ہاتھ میں ہے اسکے لیے ہر دلیل کافی بھی ناکافی ہے۔ ابوجہل نے کبھی وہ باتیں نہیں مانیں جنکو صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً قبول کر لیا تھا اسلیے ہم یہ وعدہ نہیں کر سکتے کہ منوا کے چھوڑینگے۔

حضرت مرزا صاحب کی تحریرات کو بائیوں کا انتخاب

مرزا صاحب مدظلہ کے دعوے کو مغبوط کرتا ہے کیونکہ یہ شہادتیں منہاج نبوۃ کے اعتبار سے دعوی کی صداقت کے لیے ہیں۔ اس نکتہ چیں جیسے لوگ جناب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی قرآن کو بھی اساطیر الاولین اور توریت کا انتخاب کہا کرتے تھے یہ تو کوئی تحقیقات کا طریقہ نہیں ہے اگر مرزا صاحب سلمہ ربہ کی تحریر کسی ماخذ کو

۱۱۵

ایسی معلوم ہوتی ہے تو چاہیے تھا کہ باب کے گروہ یا خود باب کی تصانیف کا حوالہ معہ سند کے پیش کرتا اور پبلک پر فیصلہ چھوڑتا محض اٹکل کے تیر چلانا اور دل لگی کے لیے چند فقرات چلتے ہوئے لکھ جانا کیا بے تعصبی اور بے لاگ ہونیکی دلیل ہے کسی مقدمہ کا دوسرے مقدمہ سے ہم نوع ہونا تو انتخاب اول کی دلیل نہیں ہے توریت میں زنا کے خلاف تعلیم ہے اور قرآن شریف میں اس سے بہت عرصہ کے بعد زنا کی ممانعت دیکھنے میں آئی تو کیا قرآن شریف توریت کا انتخاب ہے ممکن ہے کہ بابیوں کی کتب میں کچھ ایسی باتیں ہوں جو مرزا صاحب سلمہ ربہ کی تصانیف میں ہوں۔ اکثر اخلاقی امور مشترکہ کتب میں ہوتے ہیں مگر وہ کتاب کہاں ہے پیش کی جاوے تو درست بازی ہے ورنہ افتراء۔

پھر آگے چلکر ہمارا دوست لکھتا ہے کہ اگر خدا تعالی کی طرف سے کوئی حقیقی رسول ملجائے تو ہم اپنی پرانی احادیث اور روایات کو بھولجانے پر آمادہ ہیں **یا علی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ لانبی بعدی** اس متواتر اور صحیح اور متفق علیہ حدیث سے انکار کرنے یا اسکی تاویل پر آمادہ ہوجائینگے۔

قابل ایڈیٹر کو چاہیے تھا کہ اس حدیث کا ذکر کرتے ہوئے پوری حدیث لکھ کر اپنی وجوہ پیش کرتا تا پبلک کو اسکی بے تعصب تحقیقات سے معلوم ہوتا کہ مرزا صاحب سلمہ ربہ کے مسیح ماننے میں یہ حدیث نبوی اسطرح پر بطور روک کے واقع ہوئی ہے۔ اگر اس دانشمند حدیث خواں کو تاریخ اور حدیث پر عبور ہوتا تو اسی حدیث کو اثبات دعوے مرزا صاحب مدظلہ کے لیے ایک شاہد صادق سمجھتا ہم اسکو اطمینان دلاتے ہیں کہ یہ حدیث نبوی ہر چند کہ اصطلاح محدثین میں متفق علیہ حدیث نہیں ہے کیونکہ بخاری و مسلم میں اس کا ذکر نہیں ہے تاہم یہ عاجز اسے صحیح باور کرتا ہے۔ اسکا منشاء صرف اسی قدر ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو عالیجاہ پیغمبر اسلام علیہ الصلوۃ والسلام غزوہ میں ساتھ لے جانا نہیں چاہتے تھے اسلیے مثیل موسیٰ نے اپنے بھائی علی مثیل ہارون کو پیچھے چھوڑ دیا۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ عالیہ محمدیہ قائمقام سلسلہ موسویہ کے تھا جیسا قرآن شریف میں بھی فرمایا گیا ہے **انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔** اور **وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم**۔ ان آیات بینات اور اس حدیث نبوی سے صاف ظاہر ہے کہ سلسلہ محمدیہ مثیل سلسلہ موسوی ہے اور یہ دونوں پاک بزرگ بھی ایکدوسرے کے مثیل ہیں۔ پس باعتبار مماثلت خلفاے موسوی کے ہوتے ہوئے خلفاے محمدی سے کیوں انکار رہا ہوا پہلے بزرگ و پاک خلیفہ صدیق اکبر کے انکار کے بعد ہمارا زبردست ہیرو آخری خلیفہ کے لیے اظہار فیاضی سے کام لیتا ہے واقعی دلیرانہ ہمت ہے اگر یہ ہمت قصور نہ کرے تو وہ ضرور وعدہ الٰہی سے مستفید بھی ہوے گا۔ اب رہی یہ بات کہ لانبی بعدی اصول مذکورہ بالا کو ملحوظ رکھ کر اور مماثلت کا خیال کرکے حدیث پاک کے یہی معنے ہوسکتے ہیں کہ خلفاء کا سلسلہ قائم رہے گا یہانتک کہ آخری موقعہ پر مثیل مسیح خلیفۃ اللہ ہو کر آے گا البتہ نبی تشریعی جو قرآن شریف میں رد و بدل کر یا گھٹانے بڑھانے جیسے ہمارے ایڈیٹر عصر جدید کے گروہ کے علماء نے دس پاروں کا اضافہ مانا ہے اور پھر ان کا ضائع ہونا ثابت کرنے کی کمزور کوشش کرکے علو ہمتی اور معرفت الٰہی کا ثبوت دیا ہے۔ ہاں ایسا نبی نہیں آے گا کیونکہ اس سلسلہ موسوی میں کوئی ایسا نہیں آیا جس کا ذکر حدیث پاک میں ہے۔ بس اے قابل جج یہ موٹی سی بات جناب کے قانونی دماغ میں کس لیے جگہ نہ پا سکی۔ ہائی کورٹ کی نظیریں تو ازبر ہیں اور بغیر ان کے ایک قدم بھی کے اجلاس میں نہیں اٹھایا جا سکتا پھر نظائر قانون الٰہی سے جناب کو کیوں اسقدر اعراض ہے۔ افسوس! باوجود بے تعصبی اور بے لاگ تحقیقات کے تو جناب کا دماغ اسقدر عالی ظرفی دکھا رہا ہے خدا جانے اسوقت کیا حال ہوگا اگر آپ کو تھوڑا سا الاؤنس تعصب کا دیدیا جاوے۔

خاتم النبیین کے معنے اگر مہر نبوۃ کے نہیں تو اور کیا ہیں آپ ان معنوں کو بطور فرض کیوں قبول فرماتے ہیں اور مرزا صاحب پر احسان رکھتے ہیں۔ اس عزت لعسان کو اگر آپ مرزا صاحب کیلیے تجویز فرمائیں تو کچھ حرج نہیں ہے کیونکہ اس معصوم رسول و خلیفہ محمد علیہ الصلوۃ والسلام کی عزت تو ان ہاتھوں میں ہے جن ہاتھوں میں حضرت ابوبکر و عمر علیہما الصلوۃ والسلام کی عزت تھی وہ نہ آپ کے اگلوں سے چھینی اور نہ یہ آپ کے پچھلوں سے چھینے گی۔ اگر فی نفسہ یہ آیت کریمہ کچھ اور مفہوم رکھتی ہے تو وہ پیش کرکے مرزا صاحب سلمہ ربہ کے منشاء کا بطلان کیا ہوتا تا عصر جدید کے دیکھنے والے فیصلہ کا موقع پاتے۔ بہرحال ان کمزوریوں پر بھی اور اس منکرانہ متکبرانہ تصدیق پر بھی اگر آپ متلاشی حق ہیں بشرطیکہ دین و دنیا کی کوئی ایسی چیز آپ کو ملے جس پر آپ اپنا عزیز مگر تقویم پارینہ ایمان قربان کردیں تاہم صلاح عام ہے یاران نکتہ داں کے لیے آپ سے عرض کرتے ہیں کہ قرآن شریف پر عمل خالص کرو اور اللہ تعالے اور اللہ کے اولیاء کے ساتھ اخلاص و محبت و صدق و صفا دکھلاؤ دین جیسی باعظمت دولت اور دنیا جو متاع قلیل ہے اور جس پر آپ شہد کی مکھی کی طرح مفتون ہیں مل ہی جاے گی مرزا صاحب مدظلہ العالی کی یہی تعلیم ہے اور بس۔ پھر خانہ بدوشی اور جولاہے کی نلی کی طرح مسافرت کی ضرورت نہ رہے گی ورنہ اگر اس تحریر لایعنی سے صرف پیسہ اخبار کی تقلید منظور ہے تو چندے اور صبر کیجیے۔ میرٹھ سے جیسا پیش خیمہ اٹھا ہے ایسا ہی سبق کوئی اور بھی ملجاے گا تا پیسہ والے کی طرح آپ بھی اپنی ہستی عالی سے ایک شاذہ قانون الٰہی کی چھوڑ جائیں گے۔

ہر جگہ سے ہدایت — یہ سلسلہ عالیہ احمدیہ اللہ کے حکم سے اس کی عالیشان زبردست مرضی سے قائم ہوا ہے اور وہی ثبوت بہم پہنچا رہا ہے اگر جناب میں شمہ بھر بھی جوہر صداقت ہے تو ضرور آپ کے امراض ہنانی اور ضعف جسمانی و روحانی کا علاج ہوجاے گا ورنہ بطب یورپی و یونانی۔ یہ پولیٹیکل اکانمی اور یہ کارلائل کی روح اور میکالی کی تقلید کچھ کام نہ آے گی۔ کانگڑہ و دہلی کا سبق راہ کھو گیا ہے اور اس لیے اگر یہاں ہماری بے زبانی اور مستحقین لعنۃ پر لعنۃ نہ کی تو آگے چلکر خدا ہے جس کی لعنت صفحہ ہستی سے منکروں کو مٹا رہی ہے۔

لعنت آں لعنت کہ از سوے خدا می بارد
لعنت بدگہر است یکے ہرزہ نفیر

جس سنۃ اللہ پر چلنے والی قوم کو ۱۳۰۰ برس کی لعنت نہ مٹا سکی اُسے اب کسی فرد واحد کی لعنت کیا گزند پہنچا سکے گی۔

دلائل نبوۃ — اس عنوان کے تحت میں ہمارا دلیر ایڈیٹر نہایت جرأت سے وفات مسیح اور حضرت اقدس مرزا صاحب کا امکانی مسیح ہونا تسلیم کرتا ہے۔ غریب پبلک کو معلوم ہے کہ حیات مسیح کا مسئلہ نہایت ہی ضعیف مسئلہ ہے لہذا چلتے چلاتے جھٹ پٹ تسلیم کرکے دلیری کا ثبوت دیدیں تا ضیق نفس پیدا نہ ہو۔ اچھا یوں ہی سہی ہم آگے قدم بڑھانے والے کو بیدل نہیں کرنا چاہتے آؤ بھگت کے لیے موجود ہیں۔ یہ طبعاً نکتہ چیں عصر جدید کا ہیرو کوئی نشان یا خصوصیت دیکھنا چاہتا ہے تاجملہ مسیحی مرزا صاحب علیہ السلام پر ناگوار نہ گذرے اور وہ خوشی سے اسے دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کرے۔ قبل اسکے کہ وہ ہمسے طالب خصوصیت ہو اُسے یہ بتانا چاہیے تھا کہ آیا حضرت اقدس مرزا صاحب نے جو براہین و دلائل اپنے مسیح موعود ہونیکے پیش کی ہیں وہ کبھی اس کی نکتہ چیں نگاہ سے گذری ہیں یا نہیں۔ اگر گذری ہیں تو یہ حق سے چشم پوشی اور تجاہل عارفانہ کیوں؟ کیا وجہ کہ باوجود دعوے بے تعصبی ان دلائل پر جرح نہیں کی اور اپنے استدلال سے ان بیانات کو نہیں توڑا کیا انصاف اس کا مقتضی نہ تھا کہ پہلے اپنا مفروضہ معیار شناخت مسیح موعود کے لیے پیش کرتا اور پھر مدعی کو اسپر آزما کر دیکھ لیتا۔ آخر اُسے بھی تو مسیح موعود کی آمد کا انتظار ہے ہم کو سچے آنے والے کی پہچان جو اسکے (ایڈیٹر) پاس ہو وہ پیش کرے اور پھر مرزا صاحب سلمہ ربہ کے دعوی کی تصدیق و تکذیب کی اصلیت کھل جاے گی +

اس صاف طریقہ امتحان سے پہلو تہی کرنا یا عمداً ہے جو دلیل تعصب اور عناد ہے اور یا ناقابلیت دماغ سے ججی کی کرسی پر بیٹھ کر کسی تحقیقات کے لیے ایک دو تنقیحیں بھی قائم نہ کرسکتا شامت اعمال نہیں تو اور کیا ہے برودہ کارلائل و میکالی بنکر یاوہ گوئی کرنا عجیب تر ہے۔ یا تو ہمارا جدید ہیرو اپنا معیار شناخت پیش کرے یا لاعلمی ظاہر کرے یا پھر صاف صاف کہدے کہ اُسے کسی مسیح کی آمد اور کسی مہدی خونی یا مفرور و روپوش کی آمد کا انتظار ہی نہیں ہے تو پھر معاملہ ہم سلجھا دینگے ان شاء اللہ تعالے +

معجزات — ناچیز ایڈیٹر عصر جدید (بقول خود ہمتو اُسے کوئی چیز سمجھتے ہیں) دکھلاے کہ کہاں حضرت مرزا صاحب مدظلہ نے تحریر فرمایا ہے کہ ہر معجزہ یا خرق عادۃ محال ہوتا ہے۔ سید صاحب اگر معجزات کی تاویل کرتے تھے اسلیے قابل تسلیم نہ تھے اور مرزا صاحب سلمہ ربہ بقول اسکے شعبدہ بتاتے ہیں تو گویا یہاں اسقدر گنجایش نہ تھی کہ یہ طبعاً نکتہ چیں ہی رہے

(باقی)

انہی مضامین کے بارے میں لکھ کر موقع جانچ کا دیتا تا بے تعصبی کی تحقیقات قوم و ملک کو مشکور کرتی انصاف نہ تحقیقات تو یہ ہونی چاہیے تھی کہ حضرت مرزا صاحب کے عقیدہ احیاء موتی مسیح علیہ السلام کے پیش کرتے وقت آپ اپنا عقیدہ بھی پیش کرتے اور اپنی تاویل بھی کھول کر سامنے لاتے - خیر اگر ہم چٹکیاں نہ لیتے تو ذرا کہیں پر گدگدا کر دیکھ لیتے کہ کہاں پوچ ہے اور کہاں نہیں یہ کہاں نشیب ہے اور کہاں فراز - حضرت مرزا صاحب تو اپنے معجزات کے ساتھ ہی معجزات انبیاء سابقین کی تصدیق فرماتے ہیں جیسا کہ ان کے اشعار آبدار سے واضح ہے ؎

معجزات انبیاء سابقین
آنچہ در قرآن بیانش بالیقین
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست
ہر کہ انکارے کند از اشقیاست

ہاں آدمی کو بندر - مٹی کی مورتوں کو کوا گوجر ہے گوشت کا پھر پرندہ بنکر اُڑنا سڑی ہوئی ہڈیوں کا مسیح کے ذریعہ سے زندہ ہونا آسمان پر انسان کا اُڑ جانا اور پھر وہاں سے دمشق کے منارہ پر فرشتوں کے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے اُترنا اور سیڑھی مانگنا گویا اندر سبھا کی پریوں کے برابر بھی وقعت وقوت نہیں ہے کہ وہ تو کھٹ سے ایک تار پر اُتر آتی ہیں - اور یہ غریب باوجود حمایت فرشتگان کے ادھر ہی لٹک رہا ہے - انسانوں کا دو ہزار سال تک بغیر تغیر و تبدل آسمان پر بے آب و دانہ رہنا اور پھر زمین پر آنا ایک چھ برس کے معصوم بچہ کو فرشتوں کا بہکا لے جانا اور سرداب سُرمن رای میں رکھنا صدیوں بعد اس بھنورے کے پلے ہوئے کا نکلنا اور ہدایت کرنا زائرین کا سرداب سُرمن رای میں جانا اور معصوم مہدی سے ملاقات کرنا خطوط لانا قوم کی قوم کا گمراہ ہو جانا اور اس ہادی کا حجرہ میں تہ خانہ کے اندر بیٹھے ہوئے ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم کا مصداق بننا ایک قوی ہیکل کانے برق دم گدھے پر سوار ہو کر مسیح و مہدی کے مقابلہ پر آنا پھر گدھا بھی مائیکو ٹلہ کا سا نہیں بلکہ ایسا تیز دم کہ وڑبے میں بھی جواب نہ نکلے دن بھر میں بعد المشرقین طے کرے اور اس کانے کی حکومت کا مشرق سے مغرب تک پھیلنا اور بجلی آگ پانی جنگل پہاڑ سب پر حکومت کرنا دو ہزار سالہ مصلوب الحواس اور صدیوں کے روپوش کا ملک کانے پر غلبہ پانا اور پھر اس کے بعد کا وہ منظر جس کی نظیر لکھنؤ کے بھانڈ و خانوں کی

گپ بازاروں میں بھی نہ ملتی ہوگی - یعنی دولوں کا نماز کے وقت قبلہ آپ پڑھائیے ہیں قبلہ آپ پڑھائیے کہنا پھر آسمان کے اُتر یکا مردود ہونا اور بھونرے کے پلے ہوئے اندھیرے کے فرزند کا مقبول ہو کر امام بننا اس مزہ دار چٹ پٹی داستان کو البتہ مرزا صاحب مدظلہ اور اُن کے صداقت پسند گروہ کا قبول نہ کرنا تو ایک بات ہے - اسلام پاک کے ذکر کے ساتھ سن بھی نہیں سکتے یہ مذہب تو انکا ہو سکتا ہے جو ہنومان کی دم کو ہزاروں گز کی مشعل بنا کر لنکا میں آگ لگاتے ہیں - مصری - سفنکس یونانی دیوتاؤں اور دیویوں کی لڑائی - سد سکندری - دیوار قہقہہ - امیر حمزہ کے کارنامے طلسم ہوش ربا بیرتقی خیال کی بڑان سب کے ساتھ ساتھ یہ مذہب عمر عیار کی زنبیل میں رہ سکتا ہے - ہمارے دلوں میں جنکو خدا تعالیٰ نے اپنی پاک وحی محمدی کے ذریعہ سے تخم ایمان کے لیے کشت زار بنایا ہے ایسے جھاڑ جھنکاڑ کی جگہ نہیں ہے - اب ہمارا ہیرو بتائے کہ اگر ہم نے یہ ردی افسانے نہیں قبول کیے تو کیا جرم کیا مرزا صاحب کے اخبار اور مردہ بیٹے کے زندہ کرنے کی پوری حقیقت یا اس کی نقل ہی کیوں نہ پیش کی تا بے تعصبی اور بے لاگ تحقیقات کا نقشہ کھینچ جاتا اور واقعات حقہ کے چھپانیکی عادت موروثی اس جرأت جدیدہ کے ساتھ عجب بات ہے بھلا اسمیں تقیہ کی ضرورت ہی کیا تھی - مرزا صاحب کا ایک لڑکا شدید علیل ہو گیا تھا متواتر صرع کے دوروں سے ضعف و نقاہت بیہوشی تک پہنچ گئی تھی بظاہر اسباب طبیب زندگی سے مایوس تھے - حضرت مرزا صاحب کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے باوجود نا اُمیدی کے اس معصوم بچہ کو صحت عطا فرمائی - ایک احمدی اخبار نے "لو مردہ زندہ ہو گیا" کے عنوان سے یہ لکھا تھا کہ اسی طرح اگلے نبیوں کی دعاؤں سے بھی اللہ تعالیٰ صحت بخشتا رہا ہے اسی کو بظاہر مردہ کا زندہ ہونا بنا لیا گیا ہے سلسلہ ظاہری کی نا اُمیدی اور پھر حیات کا عود کر آنا یہی زندگی ہے جو معجزہ ہے ورنہ حقیقی موتی جن کا سانس بند ہو چکا اور روح جسم سے پرواز کر چکی ہو نہ زندہ ہوئے ہیں نہ بجز حشر اجساد کے موقعہ کے کبھی زندہ ہوں گے - یہ واقعہ اس مردہ قوم کے لیے مثل نصیحت کے تھا جو آج تک مردوں کے زندہ ہو جانیکے قائل ہے اور باوجود ہر روز کا رلائی ہونیکے ایسے افسانہ پرستی کے خلل سے محفوظ نہیں ہے -

پیشین گوئیاں	اس سے بڑھ کر اس ضیاء نکتہ چیں کی بے تعصب تحقیقات

کا ثبوت اور کیا ہوگا کہ بغیر لکھے ہوئے کسی ایک پیشین گوئی کے لکھتا ہے کہ سب سوائے ایک مشتبہ کے صریح غلط نکلیں بے تعصب تحقیقات تو ایسی ہوتی ہے کہ سب نہیں آدھی نہیں وہی دو چار بڑی بڑی تحدی والی پیشین گوئیاں لکھ کر اُن کے متعلق واقعاتی شہادت پیش کرتا اور دکھاتا کہ ہر طرح غلط نکلیں اپنے واقعات مرزا صاحب کے واقعات تحریر کردہ دونوں پبلک کے سامنے پیش کر کے پھر ثابت ہو جانے پر حق رکھتا تھا جو چاہتا لکھتا - دعوئے بے دلیل رائے بغیر نفس مقدمہ دینا اور پھر داد کی اُمید رکھنا - بیچارے ہمارے مرزا صاحب کو تو تاویل کا جامہ پہنانے پہناتے شرم کی ضرورت کبھی نہ پڑی - مگر ہاں غیرت دار جج کے لیے ضرور ڈوب جانے کی بات ہے کہ جج بنے اور بغیر مقدمہ پیش کیے بغیر شہادت فریقین بے فیصلہ لکھے اور پھر شرمانا درکنار داد چاہے - مرزا صاحب مدظلہ کو تو اپنی پیشین گوئیوں کے لیے تاویل بیجا کی ضرورت کبھی نہیں پڑی - مگر غریب ہیرو کو مصیبت کا سامنا ہوگا اور ساری سنگر مشین کمپنی کو مرعوب کرنا پڑے گا تا جامے تاویل طیار کیے جائیں اور اسوقت دشواری و برہنگی زیادہ ڈالے جبکہ صدیوں سے بھونرے میں پلنے والا تاریکی کا فرزند (چھ برس کی جان) کانے برق دم گدھے سوار کے مقابلہ میں میدان میں لایا جائے گا - دشمن تو کانا ہی ہوگا - مگر اس بچہ کی تاریکی پسند نگاہیں آفتاب عالمتاب سے کیسے ہونگی وہ کیونکر آفتاب صداقت کی روشنی میں ٹھہر سکے گا بھلا جس بیکس کے پاس اسقدر قوت نہ ہو کہ باہر نکلے اور بگڑی قوم کو بنا سے نہ خانوں میں ہی بیٹھ کر رقعہ بازیاں کرے وہ ایسے دیو کے مقابلہ میں کیا کرے گا جس کے تابع بجلی ہوا - جنگل - پہاڑ - پانی - آگ - دنیا کی سلطنت مشرق سے مغرب تک مردے جلانے کی قوت ہو - خدائی اور نبوت کے دعوے کرتا ہو اور لوگ اُس سے خوش ہوں - ہاں یہ نازک وقت معرکہ کربلا سے زیادہ سخت ہوگا اُسوقت ضرورت ہوگی کہ تاویلی معنے پہنائے اور جھوٹھے سچے ہوں - ہمکو ابھی کیا ضرورت ہے اور کیوں شرم آئے - کسی پیشین گوئی کو لیجیے اور دیکھ لیجیے - اعتراض کے لیے تو کلام

الٰہی میں بھی تراش خراش کے بغیر آپ کے ابلے جنس نہیں رہے * یہ تو صرف امام وقت کی پیشین گوئیوں کا ہی ذکر ہے ہمدردی تو اس ہولناک ایڈیٹر کو محض ذاکر کے ساتھ ہے جس کی بدزبانی اور فحش بیانی تو اسے نہ نبھ سکی - ہاں اسکا دنداں شکن جواب جب نکلا تو دلیر بجلیاں گر پڑیں اور فضول رسالہ کا کاغذ سیاہ کر کے نامہ اعمال کے لیے سیاہی تیار کر لی - مرزا صاحب کے یہاں تنخواہ یاب گروہ سے کیوں اس قدر عناد ہے جبکہ خود ہمہ داں نکتہ چیں حق نمک ہی کی وجہ سے اسقدر جامہ سے باہر ہو گیا ہے اُجرت پر رونے والوں کی فہرست کیا نگاہ سے نہیں گذری *

منہاج نبوۃ	اس عنوان کے تحت میں اس نکتہ چیں کو غضبناک جوش نے آ دبایا مجبوراً اُسے دانت دکھانا پڑے وہ

لکھتا ہے - مرزا صاحب نے جب دیکھا کہ وہ اپنی صداقت اور معجزات اور پیشین گوئیوں کی صحت کی وجہ سے نبوت کے معارج تک نہیں پہنچ سکتے تو انھوں نے انبیاء علیہم السلام کو اُن کے درجہ پر سے نیچے گھسیٹنے میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا ...... وغیرہ وغیرہ غرضکہ [illegible] پر یہ الزامات ملے کہ انھوں [illegible] ایک منہ پھٹ حواری ہے [illegible] علی ابن ابی طالب اور حسین ابن علی اور سردار انبیاء محمد مصطفٰی اور حضرت عیسیٰ اور قرآن شریف کی ہجو کی ہے - وغیرہ یہ نہایت دلچسپ عنوان ہے اور اسمیں ہمہ داں نکتہ چیں نے عجیب نقش باطل کھینچا ہے - دوسرے لفظوں میں یہی مضمون یوں لکھنا راستبازی کا ثبوت تھا کہ چونکہ مرزا صاحب سلمہ ربہ کے صادق اور صحیح مدلل دعووں پر قوم کے نادان حصوں کو اعتراض ہوئے وہ اعتراض اگر تسلیم کیے جاویں اور وہ عیوب جنکو عناد و بغض کی آگ سے مجبور ہو کر بد اندیش مرزا صاحب پر تھوپتے ہیں صحیح تصور کیے جاویں تو مجبوراً انکو ان سب پیشوایان ملت اور قرآن شریف پر بھی اپنے مفروضہ عقائد باطلہ کی وجہ سے وہ اعتراض تسلیم کرنے پڑیں گے - مرزا صاحب نے انکے اعتراضات کی بنا پر الزامی جوابات بھی دیے ہیں غریب ناچار جب اعتراض نہ اٹھ سکے تو قوم کو بھڑکانا شروع کیا - پہلے بھی ابو جہل اور ابو لہب کا گروہ شیوخ عرب کو یہ کہکر بہکایا کرتا تھا اور مشتعل کیا کرتا تھا کہ لات و منات اور خداوندگان ابو طالب و عبد المطلب کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

* خدا جانے کہیں کیڑیا ہی نہ کھا گیا ہو *

* دیکھو اصلاح بابت ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ "دو تنقید بخاری"

بر اکہتا ہے اور جہنمی بتاتا ہے - وہ گروہ بھی جہلا کی ایک فوج جمع کرنے پر کامیاب ہوا اور یہ گروہ بھی کامیاب ہو رہا ہے لیکن انجام ابوجہل اور فتح مبین کا نظارہ آنکھوں کے سامنے نہیں ہے ورنہ یہ عبرتناک حالت نہ بنائی گئی ہوتی - بے تعصب تحقیقات تو یہ تھی کہ کتابوں سے حوالے لکھ کر پیش کرتے یا حوالے ہی کتابوں کے دیدیتے اور قوم سے داد چاہتے جس شان کے مسیح اور جس شان کے علیؑ و حسینؑ اور جس طرز کا پیغمبر اور جس وضع کا قرآن ہمارا ہیرو لیے بیٹھا ہے ہم اُس کے نہ پابند نہ وہ گروہ ہمارا مقتدا نہ ہم اُن کی ناکام موتوں پر رونے والے - ہم اپنے مسیح اپنے علی اپنے حسین اپنے محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین اور اپنے قرآن پاک کی جس قدر عزت کرتے ہیں وہ ہمارے رب پر روشن ہے جس کے ہاتھ میں فتح مبین ہے اور وہ دکھا رہا ہے - منہاج نبوۃ نے تو حقیقتاً اس گروہ کو بے بس کر دیا ہے - جن واقعات کا اشارہ کر کے فقرے کسے ہیں وہ واقعات صریح دھوکا دینے والے ہیں ورنہ کیا وجہ ہے کہ اصل معاملات کو صاف صاف نہیں لکھا میاں ان کتابوں اور صفحات کا حوالہ دیا ہوتا - تب ایڈیٹر نکتہ چیں کی قابلیت اور بے تعصبی کھلتی +

ایک بڑا مذہبی خطرہ

جس ملحد گروہ کی مرزا صاحب نے جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء عالم آشکار میں بیخکنی کی ہے اگر وہ لاکھوں لعنتیں بھی مرزا صاحب پر بھیجے تو کیا عجب ہے - مرزا صاحب سلمہ ربہ کا کوئی فعل خلاف عدل خلاف اجتماع قومی خلاف کفایت شعاری خلاف سعی و محنت نہیں ہے - البتہ جس ملحد ناپاک گروہ کو انبیاء و صالحین کی عزت و حرمت حقیقی طور پر نہیں ہے صرف اس کی آڑ میں وہ اگر [illegible] توڑتا آتا ہے وہ مرزا صاحب کے عروج کو اپنا دشمن رزق جانکر دل کے پھپھولے توڑتا ہے اُسے بھلا مرزا صاحب کی سعی جمیلہ اور تعلیم پاک کی کیا قدر ہوگی - ہماری رائے میں تو یہ نکتہ چیں عشرہ محرم میں برابر پانی پی کر مرزا صاحب کو کوسا کرے اور سینہ زنی کر کے دل کی جلن مٹا لیا کرے تو اچھا ہے تضیع اوقات پبلک سے کیا حاصل - مرزا صاحب کے اقوال و اعمال سے دیکھ کر تو انسان صفات عالیہ سیکھتا ہے بزرگان دین پر بدظنی کجا - ہاں کرایہ کے حدیث خوانوں اور روضوں پر نوحہ گری کرنے والوں اور رومال منہ پر رکھ کر گلا پھاڑنے آنکھوں کو آنسوؤں سے نہ آشنا کرنے والوں اور مٹھائی بوندی کے ٹھیکروں پر سینہ کوبی کرنے والوں کی مثالیں ضرور ایک لعنتی گروہ اعلیٰ درجہ کا بدظن نکتہ چیں گروہ بنا رہی ہیں - بیناہ ربی - ہم ان دونوں نمونوں کو قوم کے آگے پیش کرتے ہیں اور فیصلہ خدا کے سپرد - جو شخص سچے مرسلوں کا معیار ہی نہیں جانتا وہ اپنے ابنائے جنس کی مصنوعی عبادات دیکھ کر دوسرے راستبازوں پر منہ آئے اور جھوٹا جائے تو کچھ شکوہ نہیں ہے - ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اصل یہ ہے کہ ان اگلوں میں جنھوں نے معصوم نبی کو سولی پر چڑھایا اور ان پچھلوں میں جو ایک معصوم کی ترقی جاہ اور نورانیت کو دیکھ نہیں سکتے امور متشابہ فیہ بہت ہیں - فرق یہ ہے کہ وہ سولی پر چڑھانے پر کامیاب ہوئے اور یہ عدالتوں سے ناکام نامراد پھرتے ہیں وہ خدا کی لعنت کے مزے چکھ چکے اور چکھ رہے ہیں - یہ اُمیدوار ابتدائی سبقوں سے عبرت پذیر نہیں ہوئے بڑے سبق کے متوقع ہیں مگر اَللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ +

صیغہ اصلاح کی نظر

اس ظاہری اصلاح باطنی فساد کی نظر بھی عجیب چیز ہے - عجیب اس لیے کہ ؎ ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیب است + ہر عمدہ خلق ہر سنت نبوی اسکے لیے عیب اور عدل سے خلاف ہے - ابوبکر و عثمان و عمر کی خلافت غصب و ظلم - مرزا صاحب کا کسی سے نکاح کرنا متعہ سے بدتر - یہ قلیل ایڈیٹر کیا ان بیچ والوں میں شامل تھا جو نکاح کا پیام سلام لیجایا کرتے تھے اگر وہ اس دلالی میں نہ تھا تو اسے کیا علم ہے کہ نکاح کے لیے بغیر مرضی کچھ ہو رہا ہے بے تعصبی کی تحقیقات تو یہ تھی کہ واقعات اور پیشگوئی نکاح کی پیش کرکے واقعاتی شہادت سے اپنے دعوے کو ثابت کیا جاتا نکاح بغیر ایجاب و قبول ہوتا ہی نہیں پھر اُسے کیوں اسقدر گھبراہٹ ہوئی غالباً اس نے نکاح ہوتے نہیں دیکھے [illegible] کے واقعات اسکے سر میں اسقدر جاگزین ہیں کہ نکاح کی فلاسفی بھی عنت ربود ہوگئی - افسوس! نکاح میں ناکامیابی تو جب کہنا روا ہے - جب فریقین میں سے کوئی مرجاوے ابھی تو بفضلہ تعالیٰ دونوں موجود ہیں خدا کی وحی پہنچانے میں مامور کبھی ڈر نہیں کرتے چاہے کوئی دھمکی ہو - حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی نکاح میں کوئی مقررہ میعاد نہیں تھی اسکو ایڈیٹر محقق نے بے تعصب بے لاگ (بیباک) ثابت کرے ورنہ اس دھوکہ دہی سے کیا حاصل جن واقعات کو بیٹے اور بیٹے کی بی بی اور مرزا صاحب کی بی بی کے متعلق لکھا ہے انکو ثابت کرنا چاہیے تھا بغیر ثبوت ہم کیونکر کہدیں کہ یہ جج کی بے تعصبانہ تحقیقات ہے - اگر ثناء اللہ چھاپ چکا ہے تو اسکو بلاتردد کیوں کہا جاتا ہے کہ ہزاروں بار تردید ہو چکی ہے وہ خدائے غیور کی ایک وحی تھی جس کے بطلان کی کوشش بیٹا بیٹے کی زوجہ اور خود بیٹے کی ماں محض کج کی وجہ سے کرتے تھے اللہ تعالیٰ کی وحی کی تکذیب و تخریب کرنے والے ہمیشہ چھوڑ دیے جاتے ہیں - یہی سنت انبیاء ہے - حضرت نوح کا بیٹا - حضرت لوط کی بی بی اسی قسم کے نظائر میں ہیں - اسکو خلاف عدل کہنا کیسے نادان کا کام ہے اور پھر وہ بھی بغیر کسی شہادت کے بغیر انکشاف اصلیت کے اور چلیے اور کونسا واقعہ خلاف عدل آپکے اخبار بے تمیزی میں ہے اُسے بھی پیش کیجیے +

قومی اتفاق

مرزا صاحب نے قوم کی بدخواہی میں کوئی کمی نہیں کی - اول تو انھوں نے خود جہاد تیغ سے انکار کیا - یہ دلچسپ فقرہ کسی ملکی نمک حرام کے قلم سے نکلتا تو اچھا تھا - یا کسی اسلام کے مرتد کی تحریر میں ہوتا تو مجھے صدمہ نہ ہوتا - افسوس کہ ایسے تعلیم یافتہ کی حالت اسقدر رکیک اور ردی ہوگئی ہے کہ اُسے عناد ذاتی کی وجہ سے کچھ امتیاز حق و باطل نہیں رہا - جہاد کا دوست سیف کا شیدائی ہو کر اس غلامی پر اس زمانہ جرأت پر جہاد کا خواہشمند ہے - بفرض محال اگر آپ کے دست حنائی میں سیف دیدیجاوے تو آپ کیا کر دکھائینگے کتنے پاپڑ توڑیں گے کوئی جرأت کی مثال پیش کیجیے ہم کوشش کرینگے کہ گورنمنٹ میں آپ کی جرأت کے متعلق میموریل اور آپ کسی ہیجڑوں کے فوج کے سپہ سالار بنائے جائیں یہ مسلمانوں کے لیڈر اور مصلح ہیں ایسے کی شان مسلمانوں میں سے جہاد کے بیہودہ خلاف شرع محمدی خیال کو مٹتا دیکھ کر مٹانے والے کو قومی بدخواہ فرماتے ہیں - کیا بُرا کیا کہ اسلام کا دامن تمھارے خود آلودہ پنجوں سے چھڑا کر ان کروڑوں کے لیے سمایہ امن بنا دیا جو ایسی خونریزی کو خلاف قانون الٰہی سمجھتے ہیں اگر اسلام برخاک ڈالنے والے مولوی تباہ ہو جاویں اور وہ قوم سب کی سب غرق ہو جاوے جو تعلیم و معارف قرآنی کی منکر ہے باوجود دعویٰ اتباع کے اور کیا چاہیے چشم ما روشن دل ما شاد + ہمکو اللہ تعالیٰ کے دین کے مقابلہ میں وہ قوم کب عزیز ہے جو اسقدر بے تمیز ہے - اس سے زیادہ نیک نیتی کیا ہوگی کہ مرزا صاحب سلمہ ربہ نے ساری قوم کی پروا دین اللہ کے مقابلہ میں نہیں کی - ذاتی غرض مالی منفعت کا خیال ہوتا تو وہ بھی تمھاری طرح پیسہ کا اصول پیش نظر رکھتے قوم سے نہ بگاڑتے اور تمھاری طرح قوم کا خون چوستے امام مہدی کو خونی وہ قرار دیتے ہیں جو جہاد کے پرفساد عقیدہ کو دل میں پالے ہوئے نکبت و فلاکت قومی میں دلکو اس کی آمد کے سہارے تسکین دے لیتے ہیں کہ وہ گئی ہوئی سلطنت بخشے گا - جہاد نبوی کی تذلیل کسی طرح نہیں ہو سکتی ہے آیندہ جہاد ہو یا نہ ہو - جہاد نبوی حفاظت خود اختیاری کے لیے تھا نہ طمع سلطنت کے لیے جس کی تم آس لگائے بیٹھے ہو - یہودی بھی اصل مسیح سے سلطنت کے متمنی تھے مگر آسمانی بادشاہت کا نام سنتے ہی آگ بگولہ ہو گئے - سلطنت جہانبانی اصولوں کی پیروی سے ملتی ہے - سعی و محنت سے ملتی ہے یا کسی تاریکی کے فرزند کی بدولت ملے گی - تمھارے لیے بس جب کچھ نہیں ہو سکتا تو پھر دوسرے کے سہارے عورتوں کی طرح آس لگائے بیٹھنے سے کیا ملیگا - انگریزوں - جرمن - روسیوں جاپانیوں کی طرح اخلاق سلطنت پیدا کرو - محنت و سعی کرو - عدل و انصاف کو روزانہ زندگی میں برتو سلطنت بھی ملجاوے گی - کیا محض مہدی روپوش سرداب سے نکلکر تمکو اس روش غلامی سے چھڑا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں - سے آو اگر نہیں مانتے چار جوان کس پلٹن کے قلعی کھولدینگے - وہ

مہدی امام ہمام علیہ السلام جس کا وعدہ سردار انبیاء نے فرمایا تھا آگیا اور آسمانی بادشاہت کا وارث ہے - وہ اسلام کے چہرہ کو زمانہ کے سامنے لا رہا ہے اور ہر کہ و مہ فیضیاب ہوتا ہے چاہو تم مانو چاہو نہ مانو - چور بنکر چور کو جیلخانہ سے چھڑا لینا عدل ہے - ماشاءاللہ - سرسید اگرچہ وہابی نہ تھے اور وہابی دھوکا دینے کے لیے بن گئے اور تقیہ آپ کی طرح گوارا کیا تو نہایت بُرا نمونہ اخلاق کا دکھایا - سرسید نہ وہابی تھے اور نہ اُنھوں نے

کبھی دہو کر دیا - عیب ہر جگہ اور ہر وقت عیب ہے، مرے ہوئے سید کو کیوں اپنے ساتھ ذلیل کرتے ہو خدا سے ڈرو سچ کہا ہے - نادان دوست سے دانا دشمن بہلا - دوسرا امر مرزا صاحب کے خلاف یہ ہے - کہ ایڈیٹر ناعاقبت اندیش کے نزدیک مرزا صاحب کا مسلمانوں کی موت کی پیشگوئیاں کرنا اور کسی کی قلبی تکلیف کی پروا نہ کرنا سخت اخلاقی جرم اور قومی اتفاق کے خلاف ہے یہ وہی بات ہے کہ جسکا جواب الزامی دیا جائیگا - تو ایڈیٹر کو مالیخولیا کا اندیشہ ہے - کیا آنحضرت کا اپنی قوم کے لوگوں کو قتل کرنا اور بیدریغ عزیزوں سے عزیزوں کو کٹوانا تو روا تھا یہ ناروا ہے - کیا حرب جمل اور حضرۃ علیؓ کے وقت کی لڑائیاں اور حضرت امام حسین کا کوفہ جاکر بیعت کر لینا اجماع قومی کے اصول سے قابل نکتہ چینی نہیں ہے - علیگڑھ کالج کی جدید تحریکات مذہبی کی بابت افسوس اجماعی اصول پر کوئی نکتہ چینی نہیں ہوئی اسے نادان ناسمجھہ مامور من اللہ اور مرسل حق کبھی مداہنہ نہیں کرتے وہ اظہار حق میں کسی سے نہیں ڈرتے جناب سید انبیا رسول اللہ علیہ السلام کا فعل عین صواب اور ٹھیک مرضی الٰہی کے ماتحت تہا اور عدل وہی تہا - کیونکہ حفاظت خود اختیاری اسی میں تھی - اسی طرح مسیح موعود علیہ السلام امر الٰہی میں کسی سے نہیں ڈر سکتا - مجسٹریٹ کے سامنے جس امر کا اقرار کیا تہا وہ ایک خاص شخص کے ساتہہ معاہدہ تہا جیسا معاہدہ حضرت سرور عالم نبی نے صلح حدیبیہ میں کیا تہا - یہانتک کہ لفظ رسول اللہ اپنے نام کے آگے سے کاٹ دیا تہا اور مکہ سے بے حج مراجعت کی تہی کیونکہ الٰہی مصلحت اسی میں تہی جس معاہدہ کا یہ ذکر ہے یعنی یہ کہ کسی کی موت کی پیشگوئی کرنا اور اس کا اعلان نکرنا مجسٹریٹ کے ڈر سے قبول کر لیا اس کی اصلیت صرف اس قدر ہے کہ اللہ تعالےٰ کی حکمت بالغہ حجت ختم کرنا چاہتی تہی - چنانچہ اس واقعہ سے قبل ہی ایک عیسائی ایک آریہ ہندو ایک مسلمان کی موت یہ تین موتیں بطور حجت کے ہو چکی تھیں آئندہ نہ اس کی ضرورت تہی اور نہ کوئی پیشگوئی کرنی تہی پھر معاہدہ سے کیا حرج ہوا - اور اگر یہ خیال ہو کہ کوئی پیشگوئی ہی شایع نہ ہوگی تو یہ بیہودہ خیال ہوگا کیونکہ سیکڑوں پیشگوئیاں جب سے آج تک شایع ہو چکی ہیں ایک قسم خاص کی پیشگوئی کے شایع نکرنے کا

معاہدہ تہا نفی خاص سے عدم عام لازم نہیں آتا ادنےٰ طالب علم بہی اس امر کو جانتا ہے کہ اس قسم کا اعتراض ظاہر کرتا ہے کہ معترض کو منطق سے مس تک نہیں پھر یہ معاہدہ کسی طرح اخلاق کا ضعف نہیں ظاہر کر سکتا - ہر وہ شے جو تمہارے چھوٹے سے دماغ میں نہ آسکے تو وہ کیوں لغو خلاف اصلیت ہے؟ تم کو یہ عقیدہ آجتک نہیں کہلا - کہ کس طرح تم اختلاط والدین سے اس عالم میں تشریف لائے - تو پھر نہ سمجھنے پر تم کو کبھی اپنی پیدائش پر لغویت اور خلاف اصل ہونے کا شبہ ہوا؟ کبھی نہیں اسی طرح ہر معاملہ کو غور سے سمجھو - سمجھنے پر جو لغو معلوم ہو - اسے لغو سمجھو - مسیح نے تن تنہا مصلوب ہونا - حسینؑ نے تین دن کی بہوک پیاس میں ہزاروں زخموں سے شہید ہونا قبول کیا - اور کلمہ حق کو نہ چہوڑا - بے شک کوئی دوسرا امام دینی بھی ایسا نہیں کرے گا کلمہ حق کو چہوڑنا اور بات ہے - اس کی بہی مثالیں درست ہیں - مگر معاہدہ شخصی کسی مدت تک کسی تحریر کی روش کے متعلق وہ امر ہے - جس کی مثال ہمنے بتائی مگر اے خوش دماغ مسئلہ تقیہ کی بابت جناب کا شاہ ولایت علی ابن ابی طالب اور امام حسینؑ شہید کی بابت کیا خیال ہے وہ کلمہ حق کا چہپانا ادنیٰ ادنیٰ انسان کے مقابلہ پر کس طرح آپ کی طبع آزاد می پسند حق جو گذرا کرتی ہے؟

سچ ہے اگر آپ جیسے خوش دماغ جج ہوں - اور قوم کے مصلح ہوں - تو ہدایت گونگی اور اندھی ہی رہی مگر

تو کار زمین را نکو ساختی + کہ با آسمان نیز پرداختی

نبی کی بہی یہی ضرورت ہے - کہ اکثر لوگ کم عقل مکاروں اور دجالوں کے فتنوں میں پہنسے ہوئے ہیں -

مرزا صاحب کے عدم اسراف کی حقیقت تو جب کھلتی جب تم واقعات کو ایمانداری سے لکھتے - اور اس عرضی کو تحقیقات کی حد تک لیجا کر صحیح ثابت کر دیتے - چلتی ہوئے فقرے ہر شخص جانتا ہے -

لنگر کا چندہ محض نذرانہ حضرت مرزا صاحب کا ہے اونھیں اختیار ہے - جس مد میں چاہیں صرف کریں تم کو کیا حق حاصل ہے - کہ تم خوردہ گیری کرو - تم کو ثابت کرنا چاہیئے کہ یہ رقوم بمد امانت مرزا صاحب کے پاس بھیجی جاتی ہیں اور ان میں خیانت ہوتی ہے - ورنہ منجملہ اور خرافات کے ایک یہ بہی ہے - اپنے اوقات اور مصارف امام باڑہ جات پر نظر ڈالکر اور مجتہدوں کی پاک کمائیوں اور پاک مصارف پر نگاہ کر کے کچھہ کہا جائے - تو خیر صبر ہو گا

طعنہ بر خوبان بدین روئے سیاہ

مرزا صاحب کے متعلق یہ کہنا کہ بڑی جائداد خرید

کی ہے اور اپنی حالت درست کرنیکی کوشش سب پیروں فقیروں مولویوں اور امام باڑوں اور تعزیوں کی چراغی پر خوش پوشی کرنے والوں سے زیادہ کی ہے محض افترا پر افترا ہے - ہم کیا کہیں بجز اس کے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین مرزا صاحب سلمہ ربہ کی جائداد اللہ تعالیٰ خود بڑہا رہا ہے قادیان کا مالک مرزا صاحب کا خاندان ہے - شرط واجب العرض یہی ہے کہ جو شخص قصبہ میں لاوارث فوت ہو جائے تو اوس کی آراضی کے مالک مرزا صاحب ہیں - اس طرح اللہ تعالےٰ روز بروز توسیع ملکیت کر رہا ہے - اس بارہ میں انسان کی امداد کی حاجت ہی نہیں ہے - رہی مکانات کی توسیع جس پر عصر جدید نے اپنی بوسیدہ منطق ختم کر کے بہت فخر کیا ہے - اسکی حالت یہ ہے کہ جس کے گھر پر بہت سی مہمان آئیں گے وہ شریف میزبان ضرور اون کی خاطر داری کرے گا - چونکہ حضرت اقدس مرزا صاحب مدظلہ کے حضور میں صدہا مہمان آتے ہیں - اس لئے آپنے مکانات کی توسیع کو بہت ضروری سمجھا - ہاں وہ بخیل میزبان کیوں اس کی قدر کریگا اور کیوں اوسے ضرورت ہوگی - جس کے پاس کوئی آتا ہی نہو - جس قوم کے اخلاق میں اسقدر وسعت نہ ہو - کہ بارہ اماموں سے زیادہ کی ضرورت حقہ کو محسوس کر سکے - چاہے دنیا کی عمر ہزاروں سال ہی کی بعد جناب رسول اللہ کیوں نہ ہوں - تو اس کے دل میں مہمانوں کے لئے کہاں جگہ - یہ منطق تو ہر مجتہد دارالشیعہ پر صادق آسکتی ہے - کیونکہ بکثرت امام باڑہ جات مسکونہ مکانات کے ساتھ تنگ ہیں - اور مکانات کی توسیع کے موجب بنے ہیں - آپکی مشاہدہ نے بدظنی سکھائی ہے مقتضائے تجربہ یہی تہا - اسلئے ہم بیچارہ کو زیادہ خفیف کرنا نہیں چاہتے عاقلان را اشارہ کافی -

مرزا صاحب کا خدا اگر کفیل نہ ہوتا - اور اگر وہ قوم کے دلوں میں کشش مقناطیسی کا اثر نہ پیدا کرتا - تو دنیا کے فرزند مقدمہ بازیوں ہی میں فیصلہ کر دیتے - آپنے اس مامور من اللہ پر کون سی مصیبت توڑنے کی کوشش نہیں کی - اور کسوقت چین سے بیٹھنے دیا - تجارت اور مفت کے روپیہ سے عیش تو البتہ وہ مولوی کر رہے ہیں - جن سے جناب کو سابقہ پڑتا ہے - اور چونکہ مشاہدہ نے ڈھکو سلے باز - شعبدہ باز ہمیشہ دکہائے ہیں - اس لئے آپکو کیونکر اس افترا پرداز زمانہ میں کسی راستباز کی قدر ہو سکتی ہے - زائرین کربلا کے دل سے کوئی پوچھے کہ کسطرح جیب تمنا و جیب جامہ خالی لے کر لوٹتے ہیں خدا اوس لوٹ سے جو لوٹ ہو - مالی و اخلاقی - مالی لوٹ کا یہ حال ہے - کہ کاغذ اور کہیچوں کے سنگہار کی بدولت قوم کے لاکھوں کروڑوں روپیہ نکلے جاتے ہیں - اخلاقی لوٹ کا یہ حال ہے کہ ہر شخص کے دل رکھنے کیلئے جہوٹ بولو دمخالفوں

کو زبان ہاتہہ پاؤں غرض ہر طرح سے نقصان پہنچاؤ چاہے آبرو ہی کیوں نہ جائے - مگر موقع پاکر گنہگار بنا دو - فاسق بنادو - زانی بنادو ع

ہر عیب بمذہبکہ طاعت باشد + مذہب معلوم واہل مذہب معلوم

مرزا صاحب کا گھر اگر ہزار روپیہ میں کسیقدر وسیع ہو جائے - تو ناگوار - لیکن مشہد مقدس میں چار چار انگل زمین لاکھوں روپیہ کھا جائے - تو پسند - زندہ انسان بندگان خدا امن وعافیت پائیں - تو ناروا - مُردوں کے قافلے کے قافلے زمین گڑاتے چلے جائیں - اور لاکھوں کے خرچ میں تو عزیز خاطر چاہے مہینے بہر کے بعد نکالکر پہینک دئے جائیں - افسوس آپنے اپنی اس قدر علمیت دکہا کر ناحق اپنے آپ کو ہر چہ گیر د علتی علت شود کا مصداق بنالیا - علت غائی آپ کی اور اس تحریر کی زمانہ پر روشن ہو گئی - جو معیار جناب کا ہے - اس پر تو سوائے تاریکی کے فرزند کے اور کوئی پورا نہ اترا ہے - نہ اتریگا - مناسب تو یہ ہے - کہ سردابہ سر من رائے جائے - اور اصل کو لاکر ہم سب کی قلعی کھول دیجیئے - اس تو تومیں میں بہی کیا حاصل - بھنورے کا پلا دیکھکر ہم خود فیصلہ کر لیں گے اصل قرآن شریف بہی مل جائے گا - بہتر تو یہی ہے کہ آپ رخصت لیکر سردابہ جائیے اور اس معصوم رو پوش کو لے آئیے - کیا زندہ کو زندوں میں لانا مشکل ہے جبکہ مردہ مسیح کو زندہ کرنا آسمان سے لانا آسان ہے -

الغرض اس تمام تحریر سے یہ نتیجہ نکلا - کہ آپ ایسے اگر ممکن ہو - تو کبھی اللہ تعالےٰ کے چہرہ کو دنیا میں چمکنے ندیں - کیونکہ نور حق سے تو کروڑوں کی جعلسازیاں اور افترا پردازیاں کھل رہی ہیں - اللہ تعالےٰ اپنے بندوں پر رحم فرماتا ہے اور ہادی بہیجتا ہے - اور وہ چاہتا ہے - کہ دنیا راہ راست پر آئے - لیکن مدعی کیوں اپنی کرنی سے باز آتے ہیں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھیں گے جب تک قدرت ہے - مگر اے نادانو! "اللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون"

کم سے کم اس بحثا بحثی میں یہ بات تو کھل گئی - کہ مامور من اللہ اور مرسل من اللہ کے ساتہہ اس طرح دنیا عناد رکھتی ہے - اگلوں پر سنتے ہیں کہ کیسے نادان تھے کہ راستی سے منہ موڑا - کیا عقل نہ تھی - لیکن ہمنے اپنی آنکھوں سے دیکھہ لیا - کہ مفسد ہمیشہ مصلح بنکر قوم کو راستبازوں کی طرف جانے سے روکتے ہیں - اللہ تعالےٰ کے ہزاروں ہزار شکر - کہ اس نے امام معصوم کی صداقت اپنے لاکھوں نشانات آسمانی سے قایم کر دی - اور ثابت کر دیا کہ تاریکی کے فرزند اور ان کے چیلے چاپڑے کجا تہے بے غیب وہ اس پاک ہستی کوسوں دور پڑے ہوئے ہیں - زمانہ سنت اللہ پر چل رہا ہے - اور سنت اللہ ہی ایک غیر قابل تغیر قانون ہے - سنت اللہ توڑنے والوں پر زمانہ تیار کہڑا رہتا ہے - یہی خدا کی لاٹہی ہے - پیسہ اخبار کی لگ چکی - عصر جدید بھی راہ طے کر رہا ہے - عنقریب اس منزل پر پہونچے گا جہاں

یادگار کریم

نامِ نیک رفتگان ضایع مکن
تا بماند نامِ نیکت برقرار

حضرت **مخدوم الملۃ** مولانا مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ کی **زندگی اور موت** ہر صورت اور ہر پہلو سے مبارک ہی تھی۔ زندگی خدمت دین میں گذری اور اسی جہاد اکبر میں آپ نے جام شہادت پیا **موت** (جو درحقیقت زندگی ہی ہے کیونکہ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

قوم کو بہت سے مفید سبق دیتی ہے اور اس طرح پر مرحوم کا سنگ مزار ہمیشہ مرحوم کی زندگی کا آئینہ ہو کر اپنا کام کرتا رہے گا۔ مرحوم کا صدمہ ...... ایسا صدمہ نہیں جو دلوں سے یکدم بھول جائے اور نہ یہ موقع ہے کہ میں **قوم** کے اس معزز ہیرو کی وفات کا نقشہ کھینچ کر قوم کو رلاؤں اس کے لئے کسی درد انگیز مرقع اور مرثیہ کی حاجت نہیں **مخدوم الملۃ** کے نام کے ساتھ **مرحوم** کا لفظ ہی اپنے اندر غضب کی تاثیر .... اور رقت رکھتا ہے تاہم میں مرحوم کی شہادت پر ایک مفصل آرٹکل بہت جلد لکھنے کا ارادہ کرتا ہوں جب دل بیقرار کو کچھ ڈھارس ملے۔ اسوقت ایک ضروری **امر قوم** کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اور دراصل میں اس پیغام رسانی کا ایک ذریعہ قرار دیا گیا ہوں اور؎

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند
آنچہ استاد ازل گفتہ ہمان میگویم

کا مصداق ہوں ۔ یہ امر نہایت **ضروری** اور نہایت **مفید** اور انشاء اللہ العزیز **بابرکت** امر ہے جسکے پیش کرنے کا مجھے حضرت **حکیم الامۃ** کیطرف سے ایما ہوا ہے اور حضرت حکیم الامۃ نے بھی حضرت **امام الملۃ** حجۃ الاسلام مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور پیش کر کے اجازت لے لی ہے۔ حضرت حجۃ اللہ نے اسکو ازبس پسند فرمایا اور ضروری سمجھا ہے۔ پس اس سے اس کی **اہمیت** اور **ضرورت** کا پتہ بخوبی لگ سکتا ہے۔ اور وہ یہہ ہے۔

حضرت **مخدوم الملۃ** رضی اللہ عنہ کو قرآن کریم کے ساتھ خاص **محبت اور عشق** تھا۔ وہ قرآن شریف کے **حقایق اور معارف** کے بیان کرنے میں جیسے قادر الکلام اور پرجوش تھے ویسے ہی اُنکی قرأت کے لئے ایک دلکش اور موثر لہجہ اور لحن رکھتے تھے۔ چونکہ **مخدوم الملۃ** نے کوئی صلبی اولاد بھی نہیں چھوڑی اسلئے حضرت حکیم الامۃ نے یہ **تجویز کی** ہے کہ مرحوم کی روح کو خوش کرنے اور **ایصال ثواب** کے لئے **صدقہ جاریہ** کے طور پر یہاں قادیان میں **قرآن شریف** کی ایک جماعت کھولی جاوے جس میں ایک عمدہ اور اعلےٰ درجہ کا **قاری** قرآن شریف پڑھانے کے لئے رکھا جاوے اور چند مستعد اور ہوشیار طالب علم اسکے پاس تجوید اور قرأت کے ساتھ قرآن شریف پڑھیں اور پڑھائیں ترجمہ سنیں اور سنائیں گویا قرآن شریف کے مبلغین کی جماعت وہ جماعت ہو۔ اور اسطرح ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر کی مصداق ہو۔ (انشاء اللہ العزیز)

یہہ بہت مختصر سا کام ہے۔ اسکے لئے بجائے خود ساری جماعت **مخاطب** ہے لیکن خصوصیت کے ساتھ **جماعت سیالکوٹ** (جسکو اپنی جگہ مخدوم الملۃ کے وجود پر خاص ناز تھا) جماعت لاہور اور اس میں سے علی الخصوص عالی جناب شیخ رحمت اللہ صاحب (جنکو مخدوم الملۃ کے ساتھ اور جنکے ساتھ مخدوم الملۃ کو کامل درجہ کی للہ محبت تھی) منشی تاج الدین صاحب خواجہ کمال الدین صاحب اور قریشی صاحب مخاطب ہیں۔ اور اسیطرح منشی گلاب خان صاحب (دہرم سالہ) چودہری رستم علی (انبالہ) بابو عطا محمد صاحب اور سیر منشی محمد عبد العزیز ماسٹر ٹیلر میترا اور دوسرے دوست (جنکو مخدوم **الملۃ** کے ساتھ خصوصیت سے محبت تھی اور جان سے ارادت رکھتے تھے) اس موقع پر مخاطب ہیں۔ کہ وہ اس جماعت کے **متعلمین** اور **معلمین** کے **مصارف** کو اپنے ذمہ لیں اور اس کار خیر میں مدد دیں **آہ**! ایک وقت تھا کہ دار الامان کی دینی ضرورتوں کے پیش آنے پر **مخدوم الملۃ** رضی اللہ عنہ انہیں احباب کی ارادت اور **محبت** واخلاص اور **سعی فی الدین** کا اندازہ کر کے بیڑا اٹھا لیا کرتے تھے کہ میں اسقدر روپیہ جمع کر دوں گا۔ اور آج اسی مرحوم کی روح کے ایصال ثواب کی **نیت** سے ان احباب کے سامنے مجھے **اپیل** کی حاجت پڑی!!!

مجھے کچھ بھی ضرورت نہیں کہ میں اس مقصد کے لئے زمانہ کے عرفی اور چلتے چپڑے الفاظ استعمال کروں۔ اللہ تعالےٰ قوم اور **احباب مخدوم الملۃ** کے دل میں خود اس ضرورت اور مقصد مفید کا **القا** کرے۔ آمین

چونکہ **الحکم** کے ساتھ اور اسکے ہیچمرز **ایڈیٹر** کے ساتھ بھی مخدوم الملۃ کو خاص **محبت** تھی اور وہ **الحکم** کے لئے اپنے دل میں خاص **جوش** اور **غیرت** رکھتے تھے۔ اسلئے میں خود **دو روپیہ ماہوار** کے قلیل چندہ سے اسے شروع کرتا ہوں اللہ تعالےٰ اسے قبول فرماوے (آمین) یہہ یاد رہے کہ اس مد میں **مستقل** ماہوار چندوں کی مستقل اخراجات کے لئے اور یک مشت عطیوں کی اتفاقی اور ابتدائی اخراجات کے لئے ضرورت ہے **تمام** روپیہ حضرت **حکیم الامۃ** کے نام آنا چاہیئے اور اس کی اطلاع ایڈیٹر **الحکم** کو دیجاوے کو پیپر جلی قلم سے **یادگار کریم** لکھا جاوے + آخر میں رب کریم کے حضور التجا ہے۔

آغاز کردہ ام تو رسانی بہ انتہا

(ایڈیٹر الحکم)

نوٹ۔ حضرت مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہ کی خبر وصال پاکر لاہور کے اکثر احباب تعزیت کے لئے دار الامان بیقرار ہو کر تشریف لائے تھے میں نے عالی جناب شیخ **رحمت اللہ** صاحب سے خصوصاً اسکا ذکر کیا انہوں نے بھی بڑی دلچسپی سے اس تجویز کو سنا اور پسند کیا۔ مجھے امید ہے کہ تمام احباب بڑی عجلت اور سرگرمی کے ساتھ اس تجویز کی تائید میں عملی حصہ لیں گے۔

ایک ضروری اطلاع

حضرت مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہ کی سوانحعمری جمع کرنے کا ہیچمرز ایڈیٹر الحکم نے ارادہ کیا ہے اور کسیقدر میٹریل (مصالحہ) آپؓ کی **سیرت** کا اسنے جمع بھی کر لیا ہے اس لئے سب صاحبان خصوصاً مخلص احباب مخدوم الملۃ رضؓ کی خدمت میں التماس ہے کہ اگر کسی کے پاس کوئی تحریر مخدوم الملۃ کی ایسی ہو جس سے آپؓ کی **سیرت** کیلئے مواد مل سکتا ہے وہ مجھے **اصل** بھیجدیں میں اس کی صحیح نقل کے بعد انہیں واپس بھیجدوں گا ایسا ہی اگر کسی کے پاس مخدوم الملۃ رضؓ کے **خطوط** ہوں وہ بھی بھیجدیں۔ یا انہیں خود کوئی **واقعہ** مخدوم الملۃ رضؓ کی زندگی کا معلوم ہو تو اس سے **اطلاع** دیں اور نیز ان رویا اور کشوف سے بھی مجھے اطلاع دیجائے جو **مخدوم الملۃ** رضؓ کی وفات کے بعد کسی نے ان کے متعلق دیکھے ہوں (ایڈیٹر الحکم)

فزع عیسیٰ ومن معہٗ

(رقم زدہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے)

اس الہام الٰہی سے بڑھ کر کوئی الفاظ اس سانحہ جانگداز کی حقیقت کو بیان نہیں کر سکتے جو ۱۱- اکتوبر کو بدھ کے روز پیش آیا۔ جس دن یہ الہام سنایا گیا یعنی ۲۱- اگست ۱۹۰۵ء اسی دن حضرت مخدوم و مکرم مولوی عبد الکریم صاحب غفر اللہ لہٗ کی گردن کے نیچے ایک چھوٹی سی پھنسی نمودار ہو گئی جو مولوی صاحب مرحوم کی مرض کی ابتدا تھی۔ اور ۵۱ دن کی مرض کے بعد ۱۱- اکتوبر بدھ کے روز ½۲ بجے دن کے حضرت مرحوم سینتالیس سال کی عمر میں بموجب الہام الٰہی سینتالیس سال کی عمر انا للہ وانا الیہ راجعون اس دار ناپائیدار سے انتقال فرما کر حیات ابدی میں جا داخل ہوئے۔ اللھم اغفر لہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ واکرم منزلہ ووسع مدخلہ۔ اس لمبی مرض کے اثناء میں کئی دفعہ صحت کا رنگ آیا اور پھر مرض کا عود ہوا اور آخر کار ذات الجنب کے حملہ سے جس میں ۱۰۶ درجہ کا بخار ہو گیا جان بسپرد خدا کی صحت کا ہونا اور پھر بار بار بیماری کا عود کرنا گویا اس تردد کی ایک صورت تھی۔ جو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ مجھے کبھی ایسا تردد نہیں ہوتا۔ جیسا مومن کی قبض روح میں تردد ہوتا ہے مومن کی زندگی نفسانی خواہشات یا دنیا کی محبت کے لئے تو ہوتی نہیں بلکہ وہ صرف اللہ تعالےٰ کے جلال کو پھیلانے کے لئے ہی دنیا میں زندگی بسر کرتا ہے اور محض اسی غرض کے لئے چاہتا ہے کہ اسے عمر دیجاوے لیکن جب موت کا وقت آجاتا ہے اور تقدیر مبرم آجاتی ہے تو پھر آخر اسے سفر آخرت کے لئے چلنا پڑتا ہے۔ چنانچہ جن احباب کو ایام بیماری میں حضرت مرحوم کی خدمت کا موقعہ ملا ہے انہوں نے بھی